عمران سیریز

کیمپ بلاسٹ



مظہر کلیم ایم اے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/20 روپے



چند باتیں

معزز قارئین !

سلام مسنون ! کیمپ ریکرز سے شروع ہونے والی ایڈونچر کہانی اس ناول میں اختتام تک پہنچتی ہے ۔

اسرائیل کا انتہائی جدید خلائی اڈہ جسے پہاڑیوں کے اندر انتہائی خفیہ طور پر تیار کیا گیا تھا اور جس کے گرد اسرائیلی سیکرٹ سروس جی۔ پی فائیو کے بھیڑیوں نے حفاظت کا ایسا جال بن رکھا تھا کہ اس اڈے کو تباہ کرنا تو ایک طرف اس اڈے میں داخل ہونے کا تصور تک ناممکن تھا۔ لیکن جب عمران اور سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس اڈے کے ذریعے پاکیشیا کو نقصان پہنچایا جائے گا تو پھر عمران اور اس کے ساتھیوں نے ملک کی خاطر اپنی جانوں کی پرواہ کبھی نہیں کی۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھی موت کے اس بھیانک جال میں دیوانہ وار کود پڑے۔ نتیجہ ظاہر ہے ہر لمحہ موت کے لمحے میں بدل گیا۔ اسرائیلی سیکرٹ سروس جی۔ پی فائیو اور کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے اپنا حربہ استعمال کیا۔ لیکن جو لوگ کسی عظیم مقصد کے لئے اپنی جانوں پر کھیل جاتے ہیں تو خطرات بھی ان سے گریز کرنے لگ جاتے ہیں اور موت بھی ان سے کنی کترا جاتی ہے۔

کیا یہ خفیہ اڈہ بلاسٹ ہوا ——— ؟ اگر ہوا تو آخر کس طرح ——— ؟ یہ ایک

ایسا سوال ہے جس کا جواب اس کہانی کے آخری لفظ تک پھیلا ہوا ہے انتہائی تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور کہانی یقیناً آپ کو بے حد پسند آئے گی۔

اور مجھے یقین ہے کہ یہ ناول میرے قارئین مدتوں یاد رکھیں گے اور بار بار پڑھیں گے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔اے

دھماکوں کا آغاز ہوتے ہی بلیکی نے بڑی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے زمین لرزی اور وہ سنبھل نہ سکا۔ دوسرے لمحے وہ قلابازی کھاتا ہوا پہاڑی ڈھلوان پر پھسلتا چلا گیا۔ خوفناک دھماکوں سے ہر طرف درخت اکھڑ رہے تھے۔ زمین بری طرح لرز رہی تھی۔ پہاڑی چٹانیں اور بڑے بڑے پتھر اڑتے پھر رہے تھے۔

بلیکی کو اپنی موت صاف دکھائی دینے لگی اور پھر ایک بڑی مضبوط چٹان سے ٹکرا کر جیسے ہی وہ رکا وہ تیزی سے اس چٹان کے نیچے کھسکتا چلا گیا۔ چٹان خاصی مضبوط تھی۔ اسے یقین تھا کہ چٹان کی اوٹ میں آنے سے وہ بچ جائے گا۔

وہ دم سادھے پڑا رہا۔ خوفناک دھماکوں کا سلسلہ جاری تھا کہ اچانک ایک میزائل اس کے بالکل قریب پھٹا۔ اور اسے یوں محسوس ہوا،

جیسے اس کا جسم روئی کے حقیر گالے کی طرح فضا میں اڑتا چلا گیا ہو۔ اور
دوسرے لمحے جیسے اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کی آنکھوں کے
سامنے ایک لمحے کے لئے روشنی سی چمکی اور دوسرے لمحے وہ تاریک
وادیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

وہ شاید سر کے بل گرا تھا اور سر پر لگنے والی چوٹ اتنی شدید تھی کہ اس
کا ذہن بالکل نہ سنبھل سکا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

بلیکی کی آنکھ جب کھلی تو اس نے نارمن کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا۔
ارد گرد اور بھی جانے پہچانے لوگ موجود تھے۔

"گاڈ سیک تمہیں ہوش تو آیا۔ ورنہ ہم تو مایوس ہو چکے تھے "۔
نارمن نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا تھا مجھے ——— اور وہ جاسوس ——— ان کا کیا ہوا۔
کیا اڈہ بچ گیا" بلیکی نے بیک وقت کئی سوال پوچھ ڈالے۔

اطمینان رکھو ——— سب ٹھیک ہے۔ جاسوسوں نے بڑے
میزائل مارے لیکن سوائے اس کے کہ وہ نکل کر بھاگ جانے میں
کامیاب ہو گئے اور کچھ نہیں ہوا۔ اور تم ہمیں ایک کھوہ میں بیہوش
پڑے ہوئے ملے تھے "۔

نارمن نے جواب دیا اور بلیکی نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن اس
کے جسم میں درد کی تیز لہر دوڑتی چلی گئی۔

"کیا ہوا ——— کیا میرا فریکچر ہو گیا ہے "۔ بلیکی نے دوبارہ بستر پر
سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ——— تمہارے سر پر چوٹ لگی ہے، باقی جسم

محفوظ ہے۔ تمہیں آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے بے ہوش پڑے پڑے۔
نارمن نے جواب دیا اور بلیکی اس کی بات سن کر ایک بار پھر جھٹکے
سے اٹھا۔ درد کی لہر ایک بار پھر اس کے جسم میں دوڑی لیکن
اس بار بلیکی نے پرواہ نہ کی اور دوسرے لمحے وہ بستر سے اتر کر نیچے کھڑا
ہو گیا۔ درد کی تیز لہر اب آہستہ آہستہ مدھم پڑتی جا رہی تھی۔ اس کے
سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

" اگر تم کچھ دیر اور آرام کر لیتے تو اچھا تھا "۔ نارمن نے کہا۔

" نہیں ——— اب آرام کا وقت نہیں ہے۔ مجھے ان جاسوسوں
کو ڈھونڈھنا ہے۔ جنہیں گولی مارتے وقت اچانک دھماکے ہو گئے تھے
وہ وہاں سے نکل نہیں سکتے۔ یا تو ان کی لاشیں وہاں پڑی ہوں گی
یا پھر وہ خود وہیں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے "۔

بلیکی نے سر کو جھٹکے دیتے ہوئے پوچھا۔ اس طرح وہ زیادہ سے
زیادہ ہونے والے درد کو جھیلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ فوری طور پر درد
سے لاپرواہ ہونے کا یہی ایک نفسیاتی طریقہ تھا کہ اسے اپنی انتہا تک
پہنچا دے۔ اس کے بعد ظاہر ہے یہ درد اسے زیادہ تکلیف نہ پہنچا سکتا

"میں نے خود چیکنگ کی ہے، وہاں بڑی بڑی کھائیاں وجود میں آگئی
ہیں اور بے شمار درخت کٹے پڑے ہیں۔ ان میں سے کسی کی لاش
موجود نہیں ہے۔ وہ نکل گئے ہیں "۔ نارمن نے جواب دیا۔

"پھر بھی میں اپنی آنکھوں سے تمام صورت حال چیک کرتا ہوں۔ پھر
چیف باس کو بھی تو رپورٹ دینی ہے "۔ بلیکی نے کہا۔

پھر وہ اپنے ساتھیوں اور نارمن سمیت اس عمارت سے نکل کر

اس پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں وہ بے ہوش ہوا تھا۔ بڑی بڑی طاقت ور ٹارچوں کی تیز روشنی میں سارا علاقہ بقعہ نور لگ رہا تھا۔ بلیکی نے تمام جگہوں کی اچھی طرح چھان بین کی۔ لیکن واقعی وہاں جاسوسوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔

ایک جگہ بڑی سی کھائی کے اوپر درخت اور ٹہنیاں اس طرح گری پڑی تھیں کہ کھائی بالکل چھپ گئی تھی۔ بلیکی نے ٹہنیاں ہٹا کر اندر جھانکا کھائی خاصی گہری تھی ——————— لیکن وہاں بھی اندھیرا تھا۔

ایک ٹارچ مجھے دو"

بلیکی نے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی سے کہا اور اس نے ٹارچ بلیکی کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

بلیکی نے ٹارچ کو ان ٹہنیوں کے اندر کر کے کھائی کا جائزہ لینا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔

"باس —— چیف باس کی کال ہے —— وہ فوراً آپ کو طلب کر رہے ہیں۔"

وہ آدمی دور سے بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔

"اوہ —— اچھا" ——— بلیکی نے چیف باس کا سنتے ہی ہاتھ واپس کھینچا اور پھر ٹارچ واپس اسی آدمی کے ہاتھ میں پکڑا دی جس سے اس نے لی تھی۔

"آؤ نارمن ——— واقعی وہ لوگ نکل گئے ہیں۔ ویسے ہمارا کتنا نقصان ہوا ہے" بلیکی نے دوبارہ عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بارہ آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور بیس زخمی ہوئے ہیں۔" نارمن نے

جواب دیا اور بلیکی نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اسی عمارت میں داخل ہوئے۔ یہ عمارت اڈے سے قریب والی پہاڑی پر موجود ایک بڑی سی عمارت کے اندر تعمیر کی گئی تھی۔ تاکہ باہر سے نظر بھی نہ آ سکے۔

عمارت میں داخل ہو کر وہ دونوں ٹرانسمیٹر روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ باقی لوگ وہیں رک گئے۔

تھوڑی دیر بعد بلیکی ٹرانسمیٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو —— بلیکی سپیکنگ ——— اوور" بلیکی نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ سپیکنگ ——— مجھے مائیکل نے بتایا ہے کہ پہاڑیوں پر حملہ کیا گیا ہے اور میزائل پھینکے گئے ہیں۔ ——— اوور" کرنل ڈیوڈ کا لہجہ بے حد تلخ اور سخت تھا۔

"یس باس ——— آپ کو درست رپورٹ ملی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی عمران اور اس کے تین ساتھی مشرقی پہاڑیوں کے دامن میں پہنچے۔ انہیں وہاں گھیر لیا گیا۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ مقامی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہے اور کرنل ڈیوڈ نے اسے کال کیا تھا۔ وہ ضروری صلاح مشورے کے لئے آیا ہے۔ جس پر میرے آدمیوں نے مجھے کال کیا۔ لیکن میں نے اس کی کال پر یقین نہ کیا اور آپ کی دی ہوئی فریکوئنسی پر سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے بات کی تو اس نے بتایا کہ وہ راک پور میں موجود ہے اور وہ پہاڑیوں کی طرف نہیں آیا۔ اس پر

میں سمجھ گیا کہ یہ دشمن ایجنٹ ہیں۔ چنانچہ میں نے انہیں گھیر لیا۔
لیکن جب میں وہاں پہنچا تو وہ میرے پانچ آدمیوں کو ہلاک کر کے ان سے مشین گنیں حاصل کر چکے تھے۔ میں نے انہیں یقین دلایا کہ میں ان کے استقبال کے لئے آیا ہوں۔ اس پر وہ مطمئن ہو گئے اور میں انہیں لے کر اوپر پہاڑی پر آیا۔ یہاں آتے ہی میرے آدمیوں نے انہیں کور کیا اور میں نے انہیں گولی مارنے کا حکم دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ انہیں گولی ماری جاتی۔ اچانک مشرقی پہاڑیوں سے میزائل پھینکے جانے لگے۔ اور اس طرح ہم سب کو بیٹھنا پڑا۔ میں بھی ایک درخت سے ٹکرا کر بے ہوش ہو گیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ہوش آیا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ فائرنگ کرنے والے اور وہ چار ایجنٹ بھی نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اوور"۔
بلیکی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" وہ چار ایجنٹ تو ان پہاڑیوں کے اندر تھے وہ کیسے نکل گئے اوور" کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔
" یہی بات میں نے سوچی تھی۔ اور ابھی میں اپنے ساتھیوں سمیت چیکنگ کے لئے گیا تھا۔ میں نے ایک ایک چٹان، غار اور کھائی دیکھ ڈالی ہے۔ ان میں سے کسی کی لاش وہاں موجود نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے وہ بھی جان بچا کر نکل بھاگے ہیں۔ اوور"۔
بلیکی نے جواب دیا۔
" ہمارا کتنا نقصان ہوا ہے ——— اوور"۔ ——— کرنل ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

" نارمن نے بتایا ہے کہ بارہ آدمی ہلاک اور بیس آدمی زخمی ہوئے ہیں اوور"۔ بلیکی نے جواب دیا۔
" اس کا مطلب ہے کہ تم سب لوگ انتہائی نکمے اور بزدل ہو۔ دشمن ایجنٹ جب چاہتے ہیں وہاں پہنچ جاتے ہیں، جب چاہتے ہیں نکل جاتے ہیں ——— پہلے وہ لوگ وہاں پہنچے اور ہمارے مین چیکنگ اسٹیشن سے جسے تم انتہائی محفوظ ترین سمجھتے ہو، آسانی سے نکل گئے اور تم نے مجھے غیر قدرتی سی کہانی سنا دی کہ وہ لوہے کے دروازے اور موٹی موٹی زنجیریں توڑ کر نکل گئے۔ تین آدمی اور آئے اور وہ تمہارے تین آدمیوں کو ختم کر کے نکل گئے۔ اب چار افراد آئے اور انہوں نے اپنی مرضی سے دھماکے کر کے، میزائل چلا کر جب جی چاہا واپس چلے گئے۔ اور تم احمق بیٹھے مجھے رپورٹ سنا رہے ہو"۔
کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
" میں کیا کہہ سکتا ہوں باس ——— میری سمجھ میں تو خود نہیں آ رہا کہ آخر یہ سب کیسے ہو رہا ہے ——— اوور" بلیکی نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔
" تمہاری سمجھ میں اس وقت بات آئے گی جب کیمپ تباہ ہو جائے گا۔ احمق آدمی ——— اوور"
کرنل ڈیوڈ کا غصہ اب اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔
" ویری سوری باس ——— اوور" ——— بلیکی کے پاس اب سوائے یہی الفاظ کہنے کے اور کیا رہ گیا تھا۔
" نارمن کہاں ہے۔ وہ مجھ سے بات کرے۔ اوور" کرنل ڈیوڈ

نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔ ——— میں موجود ہوں۔ اوور"۔ نارمن نے آگے بڑھ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"نارمن ——— تم بلیکی کی بجائے تمام پہاڑیوں کا چارج سنبھال لو، تم نے بقایا رات پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ پھر حملہ کریں۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں ان کا مقصد اس طرح سے ہمارے زیادہ سے زیادہ آدمی ختم کرنا ہے تاکہ وہ اطمینان سے اڈے کے متعلق کارروائی کر سکیں۔ بلیکی اب آرام کرے گا۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بہتر جناب ——— میں پوری طرح ہوشیار رہوں گا"۔ نارمن نے جواب دیا اور ایک طرف بیٹھے ہوئے بلیکی کا چہرہ یکلخت لٹک گیا۔ وہ آرام کا مطلب اچھی طرح جانتا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے آرام کا لفظ استعمال کر کے اس کی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے تھے۔

"میں صبح کو خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اور پھر مشن کے مکمل ہونے تک میں خود وہیں نگرانی کروں گا ——— اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس ——— اوور"۔ نارمن نے جواب دیا۔

"او کے ——— اوور اینڈ آل"۔

دوسری طرف سے کہا گیا اور نارمن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور کا بٹن آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے، صبح باس آتے ہی مجھے گولی مار دے گا"۔ بلیکی نے ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی نارمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

سوری بلیکی ——— تم جانتے ہو، جی پی فائیو میں اصول چلتے ہیں، آدمیوں کا کوئی لحاظ نہیں ہے ——— اور باس کا مطلب میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" نارمن نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا کہنا چاہتے ہو"۔ بلیکی نارمن کی بات سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔ وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس وقت چونکہ وہ دونوں کمرے میں اکیلے تھے اس لئے کھل کر بات کر رہے تھے۔

"مطلب تم اچھی طرح سمجھتے ہو ——— باس نے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے۔" نارمن نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے باہر آیا۔

بلیکی شاید پہلے ہی چوکنا تھا۔ اس لئے اس نے ریوالور کی جھلک دیکھتے ہی نارمن پر چھلانگ لگا دی۔ مگر نارمن انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیکی کے قدم دوبارہ زمین پر پڑتے نارمن نے ٹریگر دبا دیا۔ بلیکی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ تڑپ کر فرش پر گرا۔ مگر نارمن نے انگلی نہ روکی۔ بلکہ مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا۔ اور بلیکی کے جسم میں گولیاں تواتر سے گھستی چلی گئیں۔

چوتھی گولی پر اس نے دم توڑ دیا۔ دو گولیاں اس کے دل میں گھسی تھیں اور انہی دو گولیوں نے اس کی زندگی اس سے چھین لی تھی بلیکی کے مرتے ہی نارمن نے مسکرا کر ریوالور کی نال سے نکلنے

والے دھوئیں کی لکیر کو پھونک ماری اور ریوالور جیب میں رکھ لیا۔ آج اس نے بلیکی سے ایک پرانا انتقام لے لیا تھا۔

ایک بار بلیکی نے باس کے سامنے اس کی بے عزتی کی تھی۔ اور اس وقت چونکہ بلیکی کا درجہ اس سے اونچا تھا اس لئے وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا۔ لیکن آج اس کا داؤ چل گیا تھا۔ اس لئے اس نے صبح تک انتظار بھی نہ کیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صبح تک چیف باس کا غصہ اتر چکا ہوگا۔ اور ہو سکتا ہے وہ بلیکی کو معاف کر دے۔ لیکن نارمن اسے معاف کرنے پر تیار نہ تھا۔

گولیوں کی آوازیں سنتے ہی تین چار افراد دوڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے، وہ بلیکی کی لاش دیکھ کر ٹھٹھک گئے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"باس کے حکم پر بلیکی کو سزا دی گئی ہے۔ اب میں مکمل انچارج ہوں"۔ نارمن نے سخت لہجے میں آنے والوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ——— آنے والوں نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بلیکی کی ناکامی کا یہی انجام نکل سکتا تھا۔

"تمام پہاڑیوں پر تمام آدمی پھیلا دو اور انتہائی ہوشیاری سے نگرانی کرو۔ صبح چیف باس خود آ رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ انہیں کسی شکایت کا موقعہ ملے"۔ نارمن نے گھر سے باہر نکلتے ہوئے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"وہ سب لوگ پہلے سے ہی پھیلے ہوئے ہیں باس" نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"میری بات سمجھا کرو ——— اڈہ محفوظ ہے ——— وہاں فوری طور پر کوئی نہیں پہنچ سکتا، جو پہنچے گا انہی پہاڑیوں سے ہو کر پہنچے گا۔ اس لئے اڈے کی حفاظت کے لئے موجود ہر شخص کو بھی انہی پہاڑیوں پر پھیلا دو"۔ نارمن نے احکامات صادر کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ———

اس آدمی نے کہا اور پھر تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

"تم سب بھی پہاڑیوں پر پہنچ جاؤ ——— میں چیکنگ اسٹیشن پر موجود رہوں گا۔ صبح تک ہم نے چپے چپے کی نگرانی کرنی ہے۔ کسی بھی مشکوک آدمی سے کوئی بات نہ کی جائے بلکہ بات کرنے کی بجائے گولی مار دی جائے۔ چاہے وہ بعد میں اپنا ہی آدمی کیوں نہ ثابت ہو"۔

نارمن نے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان کے جانے کے بعد نارمن تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اڈے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ مائیکل سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اڈے کے بیرونی دروازے پر پہنچ گیا۔ یہ دروازہ ایک چھوٹی سی غار کی صورت میں تھا۔ غار اتنی چھوٹی تھی کہ اس میں مشکل سے ایک خرگوش ہی داخل ہو سکتا تھا۔ لیکن نارمن جانتا تھا کہ اس غار میں ایسا خفیہ نظام نصب ہے کہ غار پر پہنچتے ہی اس کی تصویر اندر دیکھی جا رہی ہو گی۔

"کیمپ انچارج مائیکل کو نارمن کال کرتا ہے"۔ نارمن نے غار کے دہانے کی طرف منہ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"کیا بات ہے نارمن"۔ چند لمحوں بعد ہی غار سے ہلکی سی سرسراتی ہوئی

آواز سنائی دی۔

"مائیکل ——— میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ باس نے جیکی کو موت کی سزا دے دی ہے اور اب تمام چارج میرے پاس ہے۔" نارمن نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ———" مائیکل کی جواب میں خشک آواز سنائی دی۔

"اڈے کا چارج بھی مجھے دیا گیا ہے۔ اس لئے میں تم سے اڈے کی حفاظت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" نارمن نے بھی اس بار خشک لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ——— ٹھیک ہے ——— تو کیا میں باہر آجاؤں"۔ مائیکل نے کہا۔

"نہیں ——— میں خود حفاظتی نظام چیک کرنا چاہتا ہوں"۔ نارمن نے کہا۔

"او کے ——— تمہاری جیب میں ریوالور موجود ہے اسے نکال کر ایک طرف پھینک دو، تب میں دروازہ کھول دیتا ہوں تم آجاؤ۔" مائیکل نے اس بار نرم لہجہ میں کہا کیونکہ ظاہر ہے جب نارمن کو اڈے کا چارج دے دیا گیا تو اس کا حکم ماننا مائیکل کے لئے بھی فرض ہو گیا تھا۔

اور پھر نارمن نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ریوالور نکالا اور اسے دور پھینک دیا۔

"او کے ——— میں دروازہ کھول رہا ہوں"۔ ——— مائیکل کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی پہاڑی ڈھلوان درمیان سے پھٹ کر

حیرت انگیز طور پر سائیڈوں پر ہوتی چلی گئیں۔ اس ڈھلوان پر موجود جھاڑیاں بھی سمٹ گئی تھیں۔ اور پھر ایک چوڑا سا راستہ نظر آنے لگا۔

اب مشینوں کے چلنے کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ نارمن اس راستے میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایک بہت بڑا میدان تھا جو پہاڑی کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا گیا تھا۔ یہاں جدید قسم کا رن وے تیار ہو رہا تھا۔ شمالی سمت میں ایک بڑی عمارت اور اس کے ساتھ تین بڑے بڑے ہینگر نظر آ رہے تھے۔

جنوبی سمت تیل کے بڑے بڑے زیر زمین ٹینک بنائے گئے تھے تاکہ یہاں آنے والے طیاروں میں ری فلنگ کی جا سکے۔ یہ ٹینک سب سے پہلے بنائے گئے تھے اور اتنے بڑے تھے کہ ان میں سے ہر ایک میں ہزاروں بیرل تیل آجاتا تھا۔

اس وقت جدید مشینری کی مدد سے رن وے کی تکمیل ہو رہی تھی۔ تیل کے ٹینک پہلے سے بھرے جا چکے تھے اور انہیں چیک بھی کیا جا چکا تھا تاکہ عین وقت پر ان میں کوئی نقص نہ پیدا ہو جائے۔

میدان میں پہنچتے ہی وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں مائیکل موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مائیکل کے مخصوص آپریشن روم میں موجود تھا۔

"آؤ باس ——— جیکی بے چارہ تو مفت میں مارا گیا"۔ مائیکل نے اٹھ کر نارمن کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی منصوبہ بندی ناقص تھی مائیکل ——— وہ پوچھ گچھ کے چکر میں پڑ گیا تھا۔ بہرحال وہ ختم ہو گیا۔ اب مسئلہ ہمارا ہے۔ چیف باس صبح یہاں پہنچ رہے

ہیں اور مشن کی تکمیل تک وہ یہیں رہیں گے۔ تم جانتے ہو کہ چیف باس کتنے سخت ہیں۔ میرا تمہارے پاس آنے کا مقصد یہی تھا کہ تمہیں ہوشیار کر دوں تاکہ حفاظتی نظام میں اگر کوئی نقص ہو تو اسے دور کر لو۔ پھر شاید تمہیں موقع نہ ملے"۔ نارمن نے ادھر اُدھر نصب شدہ جدید ترین مشینری کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— اس دروازے کے علاوہ اندر آنے کا کوئی راستہ موجود نہیں ہے۔ اور اس دروازے سے میری اجازت کے بغیر چیونٹی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی۔"

مائیکل نے بڑے مخصوص لہجے میں بتاتے ہوئے کہا۔

اس کے علاوہ اور کوئی راستہ یا رخنہ"۔ نارمن نے پوچھا۔

"نہیں ——— اور کوئی راستہ نہیں ہے"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"سوچ لو ——— یہ دشمن ایجنٹ بے حد ہوشیار اور ذہین ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی اور راستہ ڈھونڈ نکالیں"۔ نارمن نے کہا۔

"ارے جب کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں تو وہ ڈھونڈیں گے کیا۔ اندر وہ داخل نہیں ہو سکتے اور باہر سے اس پر چاہے ایٹم بم ہی کیوں نہ مارا جائے اڈہ تباہ نہیں ہو سکتا۔" مائیکل نے اس بار تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

جب ٹینکوں میں فیول بھرا گیا تھا۔ اس وقت میں یہاں موجود نہ تھا۔ یہ فیول کیسے بھرا گیا تھا۔" نارمن نے پوچھا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گیا کہ تم کیا سوچ رہے ہو، تمہاری بات درست ہے۔ ان پہاڑیوں پر سے فیول ٹینکر اندر نہیں لائے جا سکتے۔ اس کیلئے

سپیشل راستہ بنایا گیا تھا۔ وہ اس طرح کہ ایک بڑا اسکنگ پمپ لگایا گیا تھا جس کا سرا پہاڑیوں سے باہر رکھا گیا تھا۔ وہاں سے اس پمپ کے ذریعے تیل حوض میں بھرا گیا تھا۔ پھر اس پمپ کو بند کر دیا گیا تھا۔ اور بس"۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بند کس طرح"۔ نارمن نے پوچھا۔

"وہ پائپ توڑ کر اس خالی جگہ میں سیسہ بھر دیا گیا تھا۔" مائیکل نے جواب دیا۔

"اوکے ——— پھر ٹھیک ہے۔ بس مجھے یہی خیال آیا تھا۔ اوکے اب میں چلتا ہوں۔ تم بہرحال پوری طرح ہوشیار رہنا۔" نارمن نے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تھینک یو ——— بہرحال فکر مت کرو۔ اڈے کو کچھ نہیں ہوتا۔ باہر کا کام تم خود سنبھالو۔" مائیکل نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

اور نارمن سر ہلاتا ہوا عمارت سے نکل کر میدان پار کرتا ہوا سپیشل راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے ارد گرد تاریکی پھیلی ہوئی محسوس کی۔ روشنی کی ذرا سی رمق بھی ماحول میں موجود نہ تھی۔

"اوہ ــــــ تو ایسی ہوتی ہے قبر۔"

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ہاتھ کو حرکت دی تو ہاتھ حرکت میں آ گیا۔

"اچھا تو قبر میں جسم حرکت بھی کرتا ہے۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی اور پھر اس نے اپنے ہاتھ کو ذرا سا ہلایا تو اس کا ہاتھ کسی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"بڑی چھوٹی قبر ہے، تنگ سی مگر کوئی منکر نکیر نہیں آیا ــــــ شاید انہوں نے سوچا ہو کسی بچے کی قبر ہے اور بچے تو معصوم ہوتے ہیں، ان سے کیا حساب کتاب لینا۔" عمران نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر دوسرا بازو ہلایا اور اس بار وہ چونک پڑا کیونکہ اس کا ہاتھ کسی انسانی جسم سے ٹکرایا تھا۔

"ارے سب کو اکٹھا ہی دفن کر دیا ظالموں نے۔" عمران نے تیز لہجے میں

کہا اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے جسم میں درد کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اب اسے اس اندھیرے میں کچھ کچھ دکھائی دینے لگا تھا۔ کیونکہ آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں۔

دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا کہ وہ کسی گہری کھائی میں پڑا ہوا ہے۔ جس کی چھت بند ہے۔ اس کے ساتھ ہی جوانا اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ذرا ہٹ کر دوسری دیوار کے ساتھ پڑے تھے۔

کھائی خاصی گہری تھی اور اس کی اونچائی کافی زیادہ لگ رہی تھی۔ عمران نے جوانا کو ہلایا جلایا۔ اور پھر اسے جوانا کے سر سے خون کی چپچپاہٹ سی محسوس ہوئی۔ اس نے جوانا کی نبض دیکھی اور اطمینان کا سانس لیا۔ جوانا زندہ تھا۔

اس کی زندگی کا احساس کرتے ہی وہ کیپٹن شکیل اور صفدر کی طرف بڑھا۔ وہ دونوں بھی زندہ تھے البتہ کیپٹن شکیل کا بازو اور صفدر کی ٹانگ شدید زخمی تھی۔

عمران نے انہیں ہوش میں لانے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ اور پھر تھوڑی دیر میں وہ ان تینوں کو ہوش میں لانے میں کامیاب ہو گیا۔ ان تینوں کے بھی ہوش میں آتے ہی وہی خیالات تھے جو عمران کے تھے۔ اور وہ بڑبڑانے لگے۔

"یہ مشترکہ قبر ہے دوستو ہم سب کی۔" عمران نے ان کی بڑبڑاہٹ سنتے ہی کہا اور عمران کی آواز سنتے ہی وہ تینوں یوں جھٹکے سے اٹھ بیٹھے جیسے انہیں اب ہوش آیا ہو۔

"عمران صاحب ــــــ ہم کہاں ہیں۔" صفدر کے منہ سے نکلا۔ آواز

کے ساتھ ساتھ ہلکی سی کراہ بھی شامل تھی

"قبر میں —— اور ہمارا ٹھکانہ کہاں ہو سکتا ہے۔ بس ابھی جنت میں جانے والی کھڑکی کھل جائے گی اور ہم حوروں کے ڈیفنس میں پہنچ جائیں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر ہم یہاں پہنچے کیسے۔ مجھے تو یہی احساس ہوا تھا کہ کوئی بڑا پتھر مجھ سے آ کر ٹکرایا ہے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جولیا نے ہمیں سنگسار کر دیا تھا۔ اور عاشقوں کو سنگسار ہی کیا جاتا ہے" عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے اوپر سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کھائی کا اوپر والا حصہ روشن ہو گیا۔ مگر روشنی صرف سائیڈ کی دیوار پر پڑ رہی تھی۔ جو دوسرے لمحے ہی بجھ گئی۔ اور ایک بار پھر کھڑکھڑاہٹ سی ہوئی اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

"اوہ —— ہمیں چیک کیا جا رہا ہے۔" عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ اب صفدر، کیپٹن شکیل اور جوانا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

صفدر نے اپنی ٹانگ ہلا جلا کر دیکھا اور پھر ہڈی کو محفوظ پا کر اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ پتھر کی ضرب سے گوشت کچلا گیا تھا۔

"کوئی فریکچر تو نہیں ہوا۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں —— بچ گئے ہیں —— صرف ضربات ہی آئی ہیں"۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ویسے ہماری خوش قسمتی ہمیشہ ہمارے آڑے آ جاتی ہے۔ اب دیکھو ہم علیحدہ علیحدہ تھے۔ لیکن میزائل گرنے کی وجہ سے زمین پھٹی اور ہم سب

لڑھکتے ہوئے اس کھائی میں آ گرے۔ کھڑکھڑاہٹ سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اوپر درخت گرے ہیں اور ان کی شاخوں نے اسے ڈھانپ لیا ہے۔ بہرحال اگر تم ٹھیک ہو تو اوپر چلتے ہیں۔ یہاں پڑے پڑے تو واقعی ہماری قبر ہی بن جائے گی۔"

عمران نے کہا اور پھر سب کے سب ملبے پر وہ اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اوپر والے حصے پر پہنچ گیا۔ جوانا، صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور چند لمحوں بعد وہ اوپر والے حصے پر پہنچ گئے۔

یہاں اندھیرا خاصا کم تھا۔ کیونکہ کھائی کے اوپر موجود درختوں کی شاخوں سے ہلکی ہلکی سی روشنی اندر آ رہی تھی۔ عمران چند لمحے وہیں رکا رہا اور سن گن آہٹیں سنتا رہا۔ اور پھر اس نے اچھل کر ایک درخت کے تنے کو پکڑا، اور اس سے لٹک گیا۔ ایک ہاتھ سے تنا پکڑ کر اس نے شاخیں ہٹائیں اور چند لمحے رک کر وہ اوپر موجود درختوں کے تنوں کو پکڑ کر کھائی سے باہر آ گیا۔

باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے ایک ملحقہ جھاڑی میں گھستا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر باہر نکلا اور پھر کیپٹن شکیل اور جوانا بھی باہر آ گئے۔ جوانا نے اپنی سیاہ رنگ کی قمیض پھاڑ کر سر پہ پٹی باندھ رکھی تھی۔ اسی طرح صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی اپنے طور پہ اپنے زخموں کی مرہم پٹی کر رکھی تھی۔ صفدر لنگڑا بھی رہا تھا۔

وہ سب باہر نکلتے ہی تیزی سے مختلف جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔ عمران کی نظریں چاروں طرف سرچ لائٹ کی طرح گردش کر رہی تھیں اور پھر اس کی نظریں سامنے والی پہاڑی کی چوٹی پر جم گئیں جہاں اس نے چار پانچ

افراد کو باقاعدہ گشت کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس طرح ایک دوسرے کو کراس کرتے ہوئے چل رہے تھے جیسے کسی عمارت کے گرد پہرہ دے رہے ہوں۔

عمران نے اپنا ہاتھ مخصوص انداز میں لہرایا اور پھر تیزی سے رینگتا ہوا اس پہاڑی کی چوٹی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ وہ حتی الوسع احتیاط سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے اور عمران کے اندازے کے مطابق اس پہاڑی کی دوسری طرف وادی میں وہ خفیہ اڈہ موجود تھا، جسے تباہ کرنے کے لئے وہ آئے تھے۔

پہاڑی کی چوٹی کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ اب عمران بڑے غور سے ان لوگوں کی نقل و حرکت کو چیک کر رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے پیچھے کی طرف کھسک کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔

"یہ چار افراد ہیں۔ ہمیں ان کا لباس حاصل کرنا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ شور بالکل نہ ہو۔"

عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں صفدر کے کان میں بات کرتے ہوئے کہا اور صفدر نے اسی طرح کیپٹن شکیل اور کیپٹن شکیل نے عمران کی یہ ہدایت جوانا کے کان میں ڈال دی۔ اور پھر وہ ایک دوسرے سے تھوڑا ہٹ کر اوپر چڑھتے چلے گئے۔ ایک طرف عمران اور صفدر تھے جبکہ دوسری طرف کیپٹن شکیل اور جوانا تھے۔

پہرہ دینے والے بھی دو دو کی ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ان پہرہ دینے والوں کے قریب پہنچتے ہی وہ ذرا سا رکے اور دوسرے لمحے وہ چاروں ان پر بھوکے عقابوں کی طرح جھپٹ پڑے۔ انہوں نے پہلا کام

ان کے منہ پر ہاتھ رکھنے کا کیا تھا۔

پہرے داروں نے جدوجہد کرنے کی کوشش کی لیکن عمران اور اس کے ساتھی تو پہلے ہی طے کر چکے تھے کہ شور نہیں ہوگا۔ اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ ان چاروں کی گردنیں توڑنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے بڑی پھرتی سے ان کے اوور کوٹ اور ٹوپیاں اتار لیں۔ ٹوپیاں اتارنے پر انہیں معلوم ہوا کہ سردی سے بچنے کے لئے ان کی ٹوپیاں ایسی تھیں جن کے اندر روئی کی موٹی تہہ موجود تھی۔ اور ٹوپیوں نے ان کے دونوں کانوں کو پوری طرح ڈھانپا ہوا تھا۔ اور شاید کان اس طرح بند ہونے کی وجہ سے وہ ان لوگوں کے اوپر چڑھنے کی ہلکی ہلکی آوازیں نہ سن سکے۔ کیونکہ یہ قطعی ناممکن تھا کہ پہاڑی پر رینگتے ہوئے ہلکی سی آواز بھی نہ پیدا ہو۔

انہوں نے جلدی سے اوور کوٹ پہنے اور سر پر بھی ٹوپیاں پہن کر ان پہرے داروں کی جگہ سنبھال لی۔ وہ تھوڑی دیر تو اسی انداز میں کراس پریڈ کرتے رہے لیکن اسی دوران عمران نے نیچے وادی کے سارے ماحول کا پوری طرح جائزہ لے لیا تھا۔ اور اس کی نظریں غار سے نکل کر سامنے والی پہاڑی ڈھلوان کی طرف بڑھتے ہوئے ایک آدمی پر جم گئیں جو بڑے مطمئن انداز میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

عمران نے اپنے کوٹ کی خفیہ جیب سے ایک چھوٹی سی نائٹ ٹیلی سکوپ نکالی اور اسے اپنی آنکھ پر جما کر اس آدمی کو چیک کرنے لگا۔

دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ یہ آدمی بلیکی کے ساتھ ہیڈ چیکنگ اسٹیشن میں داخل ہوا تھا۔ اس کا نام نارمن بتایا گیا تھا۔ اور یہ وہی آدمی

تھا جس نے خنجر سے عمران کو ہلاک کرنا چاہا تھا

"صفدر ۔۔۔ تم یہیں ٹھہرو ۔۔۔۔ ہم نیچے چلتے ہیں ۔ تم ہمیں بیک کور دینا"۔

عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر کے سر ہلانے پر وہ کیپٹن شکیل اور جوانا سمیت درختوں کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے ڈھلوان پر اترتے چلے گئے۔

ان کے انداز میں اب احتیاط ضرور تھی لیکن جھجک نہیں تھی اس لئے کہ اگر انہیں چیک بھی کیا جا رہا ہو تو ان کے انداز اور لباس سے دیکھنے والے انہیں اپنے ہی آدمی سمجھیں۔

جب عمران اور اس کے ساتھی ڈھلوان سے اتر کر وادی میں پہنچے تو انہوں نے نارمن کو ڈھلان پر ایک چھوٹی سی غار کے قریب کھڑے دیکھا۔ عمران نے ان دونوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

وہ اس انداز میں آگے بڑھ رہا تھا کہ اس کے قدموں کی آواز نہ ابھرے ۔ اور پہاڑی پر موجود بڑی بڑی قدرتی گھاس نے اس کی بے حد مدد کی۔

وہ نارمن کے قریب پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ اس سے چند قدم کے فاصلے پر پہنچا، اسی لمحے وہ ٹھٹھک گیا۔ اس نے ڈھلوان کے ایک حصے کو درمیان سے پھٹ کر دونوں اطراف میں سمٹتے ہوئے دیکھا اور اس طرح ایک تنگ سا راستہ بن گیا تھا۔ جو کسی سرنگ کی طرح اندر جا رہا تھا۔

نارمن اس راستے پر آگے بڑھنے لگا۔ عمران نے بھی قدم بڑھائے لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس راستے تک پہنچتا، اچانک سرر کی تیز آواز سے راستہ بند ہو گیا۔ اب وہی ڈھلوان وہاں موجود تھی ۔ اور ایک چھوٹی سی غار نظر آ رہی تھی۔

عمران نے اپنا ہاتھ بلند کر کے مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور اس غار کے ساتھ ہی ایک جھاڑی میں دبک گیا۔ اس کے ساتھی چند لمحوں بعد اس کے قریب پہنچ گئے۔

"یہ میرے خیال میں اڈے کا خفیہ راستہ ہے ۔ اب تم لوگ ڈائریکٹ ایکشن کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں جولیا کے گروپ کو کال کرتا ہوں"۔

عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ اس گھڑی میں لگا ہوا ایکس ٹرانسمیٹر کیموفلاج ٹرانسمیٹر کہلاتا تھا۔ اس ٹرانسمیٹر پر نشر ہونے والی کال اسی ساخت کے ٹرانسمیٹر کے علاوہ کسی اور ٹرانسمیٹر پر کیچ نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اس سے نشر ہونے والی آواز برقی لہروں کی بجائے ناڈو ویز میں بدل کر آگے بڑھتی تھی۔ اس لئے صرف اسی ساخت کا ٹرانسمیٹر ہی اسے کیچ کر سکتا تھا۔

مخصوص انداز میں بٹن دباتے ہی گھڑی کے ڈائل پر بارہ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہندسہ سبز ہو گیا۔

"ہیلو ۔۔۔ عمران کالنگ جولیا ۔۔۔ اوور"۔ عمران نے گھڑی کے ڈائل کو منہ سے لگا کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ جولیا سپیکنگ ۔۔۔ اوور"۔ دوسری طرف سے جولیا

کی آواز سنائی دی۔

"تم لوگ کہاں موجود ہو ——— اوور" عمران نے پوچھا۔

"ہم ابھی ابھی واپس کوٹھی پہنچے ہیں ——— اوور"۔ جولیا نے
جواب دیا۔

"اوہ ——— تم کوٹھی واپس کیوں چلے گئے ہو وہاں تو شاگل
اس کے ساتھی چیکنگ کر رہے تھے۔ تم نے طے شدہ منصوبے
تحت پہاڑی کٹاؤ میں رہنا تھا ——— اوور"۔ عمران نے انتہائی سخ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تمام اسلحہ پھونک ڈالا تھا اس لئے ہمارا وہاں رہ
فضول تھا۔ اوور" جولیا نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تم لوگوں نے یہ کیا حماقت کی۔ اب ہمیں تمہارے
دوسرے حملے کی شدید ضرورت تھی۔ ہم خفیہ اڈے کے دہانے پہ
چکے ہیں۔ اب ان لوگوں کی توجہ یہاں سے ہٹانی ضروری ہے ۔ا
عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"سوری عمران ——— میرے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ تو
دوسری بار بھی کورج کی ضرورت پڑ سکتی ہے ۔ اوور" جولیا نے ندا
بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس مشین گنیں اور میگزین تو ہوگا ——— اوور" عم
نے پوچھا۔

"ہاں ——— وہ تو وافر مقدار میں ہے ۔ اوور" جولیا نے ج
دیا۔

"تم فوراً اپنے ساتھیوں کو لے کر اس کوٹھی سے نکل پڑو ۔ اور
نیاط رکھنا شاگل کے آدمی آس پاس ضرور موجود ہوں گے۔ نادران اور
ل جان تمہاری راہنمائی کریں گے۔ تم نے مغربی سمت سے اس
پہاڑیوں پر داخل ہونا ہے اور وہاں اس انداز میں پھیل کر فائرنگ
تے ہوئے مشرقی سمت کو بڑھتے چلے جانا ہے تاکہ وہاں موجود سب
تمہاری طرف بڑھتے چلے جائیں۔ جب مشرقی سمت پہنچ جاؤ تو
ں ہی اسی پہاڑی کٹاؤ میں گھس جانا، جہاں فیصل جان ہمیں لے
تھا۔ جب اڈہ تباہ ہو جائے گا تو میں بھی تم لوگوں سے وہیں آ
ں گا۔ اور بعد کے حالات کو میں خود کنٹرول کر لوں گا۔ اوور"
عمران نے اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر ہے ——— ہم ابھی آ رہے ہیں ——— اوور"
جولیا نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رسیور
دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ڈائل پر چھوٹا ہندسہ جلتے بجھتے دیکھ کر
پڑا۔ اس نے تیزی سے مخصوص انداز میں ریڈ بٹن دبانا شروع
اس ہندسے کے جلنے بجھنے کا مطلب تھا کہ کال بلیک زیرو کی
۔ بلیک زیرو کو تو وہ بھول ہی چکا تھا۔ حالانکہ بلیک زیرو صبح
ی ان پہاڑیوں کی طرف آیا ہوا تھا۔

"طاہر کالنگ عمران ——— اوور"۔ مخصوص انداز میں بٹن دبتے ہی
زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ ——— اوور" عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ میں نے چیکنگ کر لیا ہے، آپ اڈے کے دہانے

پر موجود ہیں۔ میں یہاں کی ایک اہم عمارت کے قریب اُنہی کے میک اپ میں ہوں۔ بلیکی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب نارمن یہاں کا انچارج ہے۔ وہ ابھی ابھی اڈے میں وہاں کے انچارج مائیکل سے بات کرنے گیا ہے۔ آپ اور اوپر نہ جائیں، سخت حفاظتی انتظامات ہیں آپ کو فوراً چیک کر لیا جائے گا۔ اوور۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن اڈے کی تباہی کے لئے اڈے کے اندر جانا ضروری ہے میں نارمن کی واپسی کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس کے باہر آتے ہی میں ایکشن میں آجاؤں گا —— اوور۔" عمران نے کہا۔

"میں نے ایک اور راستہ کا پتہ چلایا تھا۔ جس انجنیئر نے اس اڈے کا نقشہ بنایا ہے۔ اس سے میری سرسری بات ہوئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ اس پہاڑی کی مغربی جانب ایک بڑی سی غار ہے۔ جس کا اختتام جہاں ہوتا ہے وہاں سے اس اڈے کے اندر معمولی سی کوشش سے داخلہ ممکن ہے لیکن اب اس جگہ کو سیسے سے بھر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب وہ راستہ ناقابل استعمال ہو چکا ہے۔ اوور۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو، سیسے سے بھر دیا گیا ہے۔ پھر تو اسے بم بھی نہیں اڑایا جا سکتا۔ اوور۔" عمران نے کہا۔

"جی ہاں —— اسی لئے میں نے بھی اس کا خیال چھوڑ دیا ہے لیکن جس راستے سے آپ اندر جانا چاہتے ہیں، وہاں سے بھی داخلہ ناممکن ہے۔ اوور۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"بہرحال کچھ نہ کچھ تو کرنا ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے بھلا"۔ عمران

"عمران صاحب —— میری ایک تجویز ہے آپ اگر نارمن کو باہر نکلتے ہی کور کر لیں تو نارمن کے روپ میں آپ پورے علاقے کا کنٹرول سنبھال سکتے ہیں۔ پھر نارمن کے روپ میں اڈے میں داخلہ ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ اوور۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے بھی یہ سوچا تھا لیکن نارمن کے جسم کا پھیلاؤ ہم میں سے کسی کے برابر بھی نہیں ہے۔ اس لئے ایسا ہونا ناممکن ہے اوور۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں اس کا روپ آسانی سے دھار سکتا ہوں آپ صرف اسے کور کر لیں۔ پھر میں آپ تک پہنچ جاؤں گا میرے پاس میک اپ باکس بھی ہے۔ اور نائٹ مرد بھی۔ اور جہاں تک جسم کے پھیلاؤ کا تعلق ہے اس کا بندوبست بھی میں کر سکتا ہوں۔ میں تین اوور کوٹ فوری طور پر حاصل کر سکتا ہوں۔ ان کو جسم کے گرد باندھنے سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اوور۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے —— اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ کیونکہ خفیہ دروازہ ایک بار پھر ظاہر ہو رہا تھا۔

اسی لمحے نارمن اندر سے ظاہر ہوا اور عمران اس پر چھلانگ لگانے کی ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ان پر ایک جال سا آ کر گرا اور پھر وہ اس جال میں بیٹھے ہوئے تیزی سے لڑھکتے چلے گئے۔ بالکل بے بسی اور لاچاری کے عالم میں۔ اور نارمن ان کو اس طرح لڑھکتے دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔

جولیا کو واپس کوٹھی میں پہنچے ہوئے ابھی دس منٹ ہی ہوئے تھے کہ عمران کی کال آگئی۔ اس وقت وہ سب کوٹھی کے ہال کمرے میں موجود تھے چنانچہ عمران کی ہدایات ختم ہوتے ہی جولیا نے سب کو تفصیل سے بتایا۔

"عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں انہیں فوراً کور دینی چاہیے۔" ناٹران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"لیکن صرف مشین گنوں سے فائرنگ کر کے ہم خود بھی یہاں پھنس سکتے ہیں" تنویر نے جواب دیا۔

لیکن جب باقی تمام ممبروں نے بھی ناٹران کی تائید کی تو جولیا نے احکامات دینے شروع کر دیئے۔ اور ابھی وہ کرسیوں سے اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ فیصل جان دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس۔۔۔ ___ شاگل کے آدمیوں نے کوٹھی کو پوری طرح گھیر لیا

ہے۔ وہ کسی بھی لمحے حملہ کر سکتے ہیں"۔ فیصل جان نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ___ تو عمران صاحب کا خیال درست نکلا۔ پلیز جلدی کریں ہمیں فوراً ہی یہاں سے نکلنا ہوگا" ناٹران نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ باقی سب افراد بھی کھڑے ہو گئے۔

ان سب کے چہروں پر تشویش کے آثار ابھر آئے تھے۔

"میرے پیچھے آئیے" ناٹران نے کہا۔

"ٹھہرو ___ پہلے ہمیں میگزین لے لینا چاہیے۔ اس کے بغیر ہمارا نکل جانا بھی بیکار ہوگا"

جولیا نے کہا اور ناٹران کے سر ہلاتے ہی وہ تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے لپکے۔ اس کمرے میں میگزین کے ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ ڈبے کھول کر انہوں نے میگزین جیبوں میں بھرنا شروع کر دیئے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سارا میگزین اٹھاتے، اچانک کوٹھی کے بیرونی احاطے میں ایک ہلکا سا دھماکا سنائی دیا اور وہ تیزی سے باہر کو لپکے۔ مگر کمرے سے باہر قدم نکالتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرتے چلے گئے۔ نامانوس اور تیز بُو نے ان کے ذہنوں پر فوری طور پر اندھیرے کی چادر چڑھا دی تھی۔ شاید کوٹھی میں کوئی زود اثر گیس کا بم پھینکا گیا تھا۔

اور جب جولیا کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر جکڑا ہوا پایا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ اسی طرح کرسیوں پر جکڑے

ہوئے تھے۔ یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا۔ کمرے کے اندر چار مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے۔ ایک آدمی جولیا کے ہر ساتھی کی ناک سے ایک چھوٹی سی شیشی کا ڈھکن کھول کر لگاتا۔ اور پھر ڈھکن بند کر کے دوسرے آدمی کی طرف بڑھ جاتا۔

چند لمحوں کے بعد جولیا کی طرح باقی سب بھی ہوش میں آ گئے۔

اسی لمحے ہال کمرے میں ایک طویل القامت نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر فتح مندی کے آثار تھے۔ آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

"سنو، سنو! اب تم یہاں سے زندہ نہیں نکل سکتے۔ اس ہال کے باہر ایک سو مسلح آدمی پہرہ دے رہے ہیں۔ ہاں تم میں سے جو میرے سوالوں کے درست جواب دے گا، میں اس کی زندگی کی ضمانت دیتا ہوں۔" اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسے دیکھتے ہی جولیا اور اس کے ساتھیوں نے پہچان لیا تھا کہ وہ کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل تھا۔ شاگل سے وہ بے شمار مرتبہ ٹکرا چکے تھے۔ ناٹران اور فیصل بھی اسے اچھی طرح پہچانتے تھے۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔" اچانک تنویر کی آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"مجھے عمران کا پتہ چاہیے۔ عمران تم میں شامل نہیں ہے۔ میں نے تم سب کے چہروں کو اچھی طرح دھلوا کر چیک کر لیا ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ وہ کسی میک اپ میں ہے لیکن تم سب میرے لئے اجنبی ہو۔ اس بات کا تو مجھے علم ہے کہ تم سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہو اور عمران

تمہارا ساتھی ہے لیکن عمران کہاں ہے۔" شاگل نے کہا۔

"اگر میں بتا دوں کہ عمران کہاں ہے تو کیا تم مجھے رہا کر دو گے۔" تنویر نے کہا۔

"بالکل ——— یہ میرا وعدہ ہے اور میں نے کبھی اپنا وعدہ نہیں توڑا۔" شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے یہاں سے کسی علیحدہ کمرے میں لے چلو۔ وہ بات ایسی ہے کہ میں سب کے سامنے نہیں بتا سکتا۔ اور یہ بھی سن لو کہ صرف مجھے ہی اس بات کا علم ہے کہ عمران کہاں ہے۔ کیونکہ بے ہوش ہونے سے پہلے میرا عمران سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ ہوا تھا۔" تنویر نے جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔" شاگل نے کہا۔

"میرا نام تنویر ہے اور عمران کے بعد میں اس گروپ کا انچارج ہوں اور یہ بھی سن لو کہ میں شروع سے عمران کے خلاف رہا ہوں کیونکہ عمران ہمیشہ میرے راستے میں رکاوٹ بنتا رہتا ہے۔ اگر وہ ختم ہو جائے تو میں گروپ انچارج بن سکتا ہوں۔" تنویر نے جواب دیا۔

"تم شاید مجھے بیوقوف سمجھتے ہو، جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ جب یہ گروپ ہی نہیں رہے گا تو تم کس کے انچارج بنو گے۔ میں صرف تمہاری زندگی کی ضمانت دے سکتا ہوں، ان سب کی نہیں۔ انہیں تو بہر حال مرنا ہی ہو گا۔" شاگل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم میری بات سمجھے نہیں ——— یہ گروپ میرے کسی کام کا نہیں، یہ عمران کا حامی ہے اور اس کے بیشتر افراد میرے خلاف ہیں اس لئے مجھے ان کے مرنے جینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بیشک

ان سب کو قتل کر دو۔ مجھے کوئی گلہ نہیں ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف انہی افراد کا نام نہیں ہے یہ تو صرف چند ممبر ہیں ان کے بعد باقی لوگوں کا میں انچارج بن جاؤں گا۔"

تنویر نے فوراً ہی پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"تو کیا میں تمہارے سامنے انہیں گولیوں سے بھون ڈالوں تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا۔" شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے شک مار ڈالو —— مجھے بھلا کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔" تنویر نے بڑے سرد سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے —— ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ تم سچے ہو یا جھوٹے۔" شاگل نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر دو مشین گن برداروں کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔

اور دو مشین گن بردار تیزی سے آگے بڑھ آئے۔ ان دونوں کی انگلیاں ٹریگر پر جمی ہوئی تھیں۔ اور آنکھوں میں خون کی چمک ابھر آئی تھی

"ان سب کو بھون ڈالو —— تمام میگزین ان پر خالی کر دو۔" شاگل نے تنویر کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے —— یہ کیا کر رہے ہو۔ مجھے تو اس قطار میں سے باہر نکالو —— ورنہ میں بھی ساتھ ہی مارا جاؤں گا۔" تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہاں ٹھیک ہے —— اسے آزاد کر کے ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑا کر دو۔ اور دیکھو اگر یہ کوئی چالاکی کرنے کی کوشش

کرے تو اس کا جسم بھی چھلنی کر دینا۔"

شاگل نے دو مشین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں اپنی مشین گنیں کندھوں سے لٹکا کر آگے بڑھے۔ انہوں نے تنویر کی کرسی کی پشت پر آ کر اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ تنویر کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ اور اطمینان کے آثار تھے جیسے اسے اپنی زندگی بچ جانے پر بے پناہ مسرت اور اطمینان محسوس ہو رہا ہو۔

"تنویر —— غداری کا انجام اچھا نہیں ہو گا" اچانک جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ اب —— میں اس مسخرے عمران کی خاطر اپنی زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتا" تنویر نے پلٹ کر جولیا کو بری طرح جھاڑتے ہوئے کہا

اور جولیا کو دیئے جانے والے اس جواب کے بعد سب ممبروں کے ذہنوں میں جو غلط فہمی سی پیدا ہو گئی تھی کہ شاید تنویر کوئی ڈاج دینے کے لئے ایسی حرکت کر رہا ہے وہ دور ہو گئی۔ اور اب وہ اپنی زندگی کے بارے میں از حد سنجیدہ ہو گئے۔ کیونکہ کچھ بھی ہو تنویر کم از کم جولیا کو اس انداز میں جواب نہ دے سکتا تھا لیکن وہ سب مجبور تھے کیونکہ باندھنے والوں نے انہیں اس ماہرانہ انداز میں باندھا تھا کہ جسم تو ایک طرف وہ اپنے ہاتھ کی ایک انگلی تک کو بھی حرکت نہ دے سکتے تھے۔

"تم اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان مشین گنوں سے نکلنے

والی گولیاں چند لمحوں بعد تمہارے جسموں میں موجود ہوں گی"۔

شاگل نے بڑے زہریلے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جولیا نے جواب میں دانت بھینچ لئے۔

تنویر کی رسیاں کھل چکی تھیں اور تنویر کرسی سے اٹھ کر اپنی دونوں کلائیاں مسل رہا تھا۔ جیسے وہ رکا ہوا دوران خون چالو کر رہا ہو۔ اسے کھولنے والے دونوں افراد نے اپنی مشین گنیں سنبھال لی تھیں۔ اب دو مشین گنیں تنویر کے سامنے اور دو اس کی پشت پر تھیں۔

"شکریہ جناب ——— اب آپ جس طرح چاہیں انہیں گولیاں ماریں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔ تنویر نے بڑے مطمئن لہجے میں قریب کھڑے ہوئے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم سامنے والی دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ دو مشین گن بردار تم پر پہرہ دیں گے"۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"ویسے آپ کہیں تو میں ان سب کا تفصیلی تعارف کرا دوں تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کون کون سے اہم ترین رکن ختم کئے ہیں"۔ تنویر نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے کسی تعارف کی ضرورت نہیں ہے"۔ شاگل نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو دوست ——— ہو سکے تو اس لڑکی کو فی الحال قتل نہ کرو،

ایسی خوبصورت، پرشباب اور نوجوان لڑکیاں قسمت والوں کو ملتی ہیں۔ میں دس سال سے اس کے لئے تڑپ رہا ہوں، تم چاہو تو عیش کر سکتے ہو"۔ تنویر نے مڑ کر جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ عیاش اور پرہوس لوگوں جیسا تھا۔

"نہیں ——— میں اس چکر میں نہیں پڑتا"۔ شاگل نے جواب دیا

"چلو ——— تمہاری مرضی"۔ تنویر نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور ایک قدم اور آگے بڑھایا۔

مگر دوسرا لمحہ شاگل اور اس کے ساتھیوں کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ کیونکہ تنویر جو شاگل کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا اچانک بجلی کی سی تیزی سے اس پر جھپٹا اور پھر پلک جھپکنے میں وہ شاگل کو اپنے بازوؤں میں جکڑ کر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"خبردار ——— اگر کسی نے حرکت کی تو میں شاگل کی گردن توڑ دوں گا"۔ تنویر نے بھوکے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

شاگل نے پہلے جھٹکے کے بعد اپنے آپ کو چھڑانے کی بے حد کوشش کی لیکن تنویر کے بازوؤں سے نکل جانا آسان نہ تھا۔

"تت ——— تت ——— تم بچ کر نہیں جا سکتے"۔ شاگل نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"تم نے اس لڑکی سے عیش کرنے سے انکار کر کے میری توہین کی ہے۔ اس لئے میں نے یہ قدم اٹھایا ہے"۔ تنویر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے شاگل کی گردن کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور شاگل کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"مم —— مم —— میں تمہاری بات مان لیتا ہوں"، شاگل نے بڑی مشکل سے منہ سے الفاظ نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— مان لو تو اچھے رہو گے —— لیکن اب میں بھی عیش میں شامل ہوں گا"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شاگل کے ساتھی چاروں مشین گن بدستور تانے کھڑے تھے۔ شاگل کو تنویر نے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔ اور خود اس کی پشت پر دیوار تھی۔ اس لئے وہ کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ تنویر کو ختم کرنے کا مقصد تھا کہ پہلے شاگل کے سینے میں گولیاں چلائی جائیں۔

"مم —— مم —— مجھے منظور ہے —— اس لڑکی کو آزاد کر دو" شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں —— اس طرح نہیں —— پہلے یہ چاروں اپنی مشین گنیں فرش پر پھینک دیں، پھر جولیا کو آزاد کرائیں"، تنویر نے کہا۔

اور شاگل نے سر ہلا کر اپنے ساتھیوں کو اس کی بات ماننے کا اشارہ کیا اب اس کی گردن پر تنویر کے بازو کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اس کے حلق سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

پھر ان چاروں نے اپنی مشین گنیں فرش پر پھینک دیں۔ اور پھر دو افراد تیزی سے جولیا کی طرف بڑھے۔

"تم دونوں پیچھے ہٹ جاؤ"۔ تنویر نے چیختے ہوئے ان دو افراد سے کہا جو ابھی تک مشین گنوں کے قریب کھڑے تھے۔ اور وہ دونوں تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

جولیا اور اس کے ساتھی تنویر کے اس عجیب وغریب رویئے پر سخت

حیران تھے۔ وہ سارے ساتھیوں کو رہا کرانے کی بجائے صرف جولیا کو آزاد کروا رہا تھا۔

بہرحال جولیا کی رسیاں کھل گئیں۔ لیکن اسے کھولنے والے افراد نے اسے بازوؤں سے پکڑا ہوا تھا۔

"اسے میرے پاس لے آؤ"۔ تنویر نے کہا اور جب جولیا اس کے قریب پہنچ گئی تو تنویر نے ان دونوں افراد کو اپنے ساتھیوں کے پاس جانے کے لئے کہا۔

ان کی جھجک پر اس نے شاگل کی گردن پر ایک زوردار جھٹکا مارا اور شاگل کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ اور وہ دونوں تیزی سے ایک طرف کھڑے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔

"مس جولیا —— کیا خیال ہے —— اب آپ تیار ہیں"۔ تنویر نے بڑے سٹائل سے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا اور جولیا اس کا فقرہ سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ایک مشین گن پر جھپٹی۔

دوسرے لمحے اس نے مشین گن اٹھا کر اس کا رخ ان چاروں کی طرف کر دیا۔

"یہ —— یہ کیا کر رہے ہو —— تمہارا وعدہ"۔

شاگل نے اچانک صورت حال کو بدلتے دیکھ کر کہا اور اسی لمحے اس نے انتہائی غصیلے انداز میں اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور تنویر جو جولیا کے آزاد ہونے پر قدرے مطمئن ہو چکا تھا اپنے آپ کو بروقت نہ سنبھال سکا اور اس کے پیر زمین سے اٹھ گئے۔ اور وہ شاگل کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پشت کے بل سامنے فرش پر جا گرا

شاگل کے آزاد ہوتے ہی اس کے ساتھی بھی برق رفتاری سے حرکت میں آ گئے۔ انہوں نے پھرتی سے ریوالور نکالنے چاہے مگر جولیا نے ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ چیخیں ابھریں اور وہ چاروں ہی فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ شاگل نے تنویر کے نیچے گرتے ہی عقلمندی کا مظاہرہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے دروازے چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

تنویر نے بھی نیچے گرتے ہی جمپ لگایا اور اس نے شاگل کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ دروازے سے ٹکرا کر رہ گیا۔

" یہ سنبھالو تنویر ——— اور باہر دیکھو" جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن تنویر کی طرف اچھال دی۔ اور تنویر نے مشین گن سنبھالتے ہی اس کی باڑ دروازے کے باہر ماری اور پھر وہ اسی طرح فائرنگ کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

جبکہ جولیا نے انتہائی پھرتی سے اپنے سامنے موجود نعمانی کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ نعمانی آزاد ہوتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" آپ دروازہ دیکھیں ——— میں انہیں رہا کرتا ہوں۔ میرے پاس خنجر ہے" نعمانی نے پنڈلی سے بندھا ہوا خنجر نکالتے ہوئے کہا اور جولیا نے ایک اور مشین گن اٹھائی اور تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئی۔

باہر اب فائرنگ کی آوازیں بند ہو گئیں تھیں۔

نعمانی نے خنجر کی مدد سے چند ہی لمحوں میں سب ساتھیوں کو آزاد کرا لیا اور پھر باقی دو مشین گنیں اٹھائے وہ بھی کمرے سے باہر آ گئے تنویر اور جولیا واپس آ رہے تھے۔

" میں نے تو سارا چکر اسی لئے چلایا تھا کہ وہ الو کا پٹھا کہہ رہا تھا کہ اس کے مسلح افراد باہر موجود ہیں، باہر تو چڑیا کا بچہ تک نہیں ہے" تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہمیں جلد یہاں سے نکل جانا چاہیئے ——— وہ اپنے آدمی لیکر ہم پر چڑھ دوڑے گا۔" ناٹران نے تیز لہجے میں کہا اور جولیا کے سر ہلاتے ہی وہ تیزی سے عمارت کی عقبی سمت دوڑتے چلے گئے۔ اسی لمحے انہیں بہت سے لوگوں کی عمارت کی طرف دوڑ کر آنے کی آوازیں سنائی دیں۔ مگر وہ سب تیزی سے بکھر کر مختلف گلیوں سے ہوتے ہوئے اس عمارت سے دور ہوتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسی کالونی سے کافی فاصلے پر کھیتوں میں پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر وہ سب اکٹھے ہو گئے۔

" اب ہمیں فوراً پہاڑیوں کی طرف چلنا چاہیئے" جولیا نے کہا۔

" مس جولیا ——— ! بغیر بھاری اسلحے کے ان پہاڑیوں کی طرف جانا خودکشی کے مترادف ہے" ناٹران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تو پھر کیا کیا جائے ——— اسلحہ کہاں سے لیا جائے" جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اسلحہ ہمیں اسی عمارت سے مل سکتا ہے۔ اس وقت اور کہیں

سے ملنا مشکل ہے۔" ناٹران نے جواب دیا۔

"مگر وہاں جانا تو حماقت ہوگی ——— وہ لوگ الٹا ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے۔" صدیقی نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں اور فیصل جان واپس جاتے ہیں۔ آپ لوگ پہاڑیوں کی طرف نکل جائیں۔ اور اسی کٹاؤ میں چھپ کر عمران صاحب سے بات کر کے صورت حال معلوم کریں۔ ہم اسلحہ جس قدر بھی مل سکا لے کر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

ناٹران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ——— ٹھیک ہے ——— نعمانی تم اپنا پیکس ٹرانسمیٹر ناٹران کو دے دو۔ اس طرح رابطے میں آسانی رہے گی۔ آپ کو اس کا آپریشن آتا ہے نا" جولیا نے بڑے باوقار لہجے میں کہا

"ہاں مس ——— آپ فکر نہ کریں" ناٹران نے کہا اور پھر اس نے نعمانی کی دی ہوئی کلائی کی گھڑی تھام لی۔ اور دوسرے لمحے وہ اور فیصل جان تیز تیز قدم اٹھاتے اندھیرے میں گم ہوتے چلے گئے

"آؤ چلیں" ——— جولیا نے ان کے جاتے ہی کہا۔ اور پھر وہ سب بڑے محتاط انداز میں قدم اٹھاتے ہوئے پہاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ان کے پاس چار مشین گنیں تھیں جن میں سے ایک جولیا نے رکھی تھی۔ ایک تنویر کے پاس تھی، تیسری صدیقی اور چوتھی چوہان کے قبضے میں تھی جبکہ باقی افراد خالی ہاتھ تھے۔

کھیتوں سے نکل کر وہ ایک سڑک پر پہنچے اور پھر گھپ اندھیرے

میں سڑک پار کر کے وہ جیسے ہی پہاڑیوں کے قریب پہنچے اچانک انہیں یوں محسوس ہوا۔ جیسے ان کے سروں پر سورج پھٹ پڑا ہو۔

تیز روشنی اچانک ہی پھیل گئی۔ یہ روشنی اتنی تیز تھی کہ ان کی آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ انتہائی تیز روشنی کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں اندھیرے اتر آئے تھے۔

پھر ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔ جب ان کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو وہ اپنے گرد بیس افراد کو دیکھ کر حیرت سے بت بنے رہ گئے۔ بیس مسلح افراد نے ان کے گرد باقاعدہ گھیرا ڈال رکھا تھا۔

بلیک زیرو عمران وغیرہ سے بچھڑ کر جب واپس پہاڑیوں پر پہنچا تو تھوڑی دیر بعد ایک اکیلا آدمی اس کے ہتھے چڑھ گیا اور اس نے کنپٹی پر ایک ہی مخصوص انداز کی ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور پھر وہ اسے اٹھائے ہوئے نزدیکی غار میں گھستا چلا گیا۔

اس نے سب سے پہلے اپنے چہرے پر اس کا میک اپ کیا اور پھر اس کا لباس پہننے کے بعد اس نے اسے ہوش دلایا اور پھر اپنے مخصوص حربوں کی مدد سے اس نے چند ہی لمحوں میں اس سے سب کچھ اگلوا لیا۔ اور یہ سن کر اسے بڑی مسرت ہوئی کہ وہ شخص کوئی عام سپاہی ٹائپ نہ تھا۔ بلکہ وہ ایک علاقے کا انچارج تھا۔ اس کا نام جانسن تھا اور وہ بلیکی کا معتمد تھا۔ اور اس کا نمبر ٹو تھا۔

بس اتفاق سے وہ چیکنگ کے لیے اکیلا نکل کھڑا ہوا اور بلیک زیرو کے ہتھے چڑھ گیا۔ بلیک زیرو نے اس کی گردن گھما کر منکا توڑنے کا

احساس دلا کر اس سے سب کچھ پوچھ لیا تھا۔

اور پھر جب اس کے خیال کے مطابق جو کچھ پوچھنا ضروری تھا پوچھنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں زوردار جھٹکا دیا اور کڑک کی آواز کے ساتھ ہی جانسن کا جسم اس بری طرح تڑپا کہ بلیک زیرو بھی اچھل کر پشت کے بل غار کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

دیوار سے ٹکراتے ہی وہ تیزی سے دوبارہ اس پر حملہ آور ہوا مگر پھر رک گیا کیونکہ جانسن کی گردن ڈھلک چکی تھی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

بلیک زیرو نے قریب پڑا ہوا بھاری پتھر اٹھایا اور مردہ جانسن کے چہرے پر اس پتھر سے ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ وہ اس کی شناخت ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ چار پانچ ضربوں سے جانسن کا چہرہ بھرتہ بن گیا۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پتھر ایک طرف پھینک دیا۔ کسی لاش پر اس قسم کی کارروائی کرتے ہوئے اسے بیشتر تکلیف سی محسوس ہوتی تھی۔ لیکن اپنی زندگی بچانے کی مجبوری تھی۔ اس لیے اسے ایسا کرنا پڑتا تھا۔

بلیک زیرو جانسن کی مشین گن سنبھالے باہر نکلا۔ اس نے ادھر ادھر پڑے ہوئے بڑے بڑے پتھر اٹھا کر غار کے دہانے پر رکھ دیئے اس طرح غار کا دہانہ عارضی طور پر بند ہو گیا اور پھر بلیک زیرو جانسن کے روپ میں چلتا ہوا بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

اسے اپنے میک اپ پر پورا بھروسہ تھا اور جانسن کا لہجہ اختیار

کرنا اس کے لیئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسے کسی مسئلہ سے دوچار نہ ہونا پڑا۔ اور وہ اہم عمارات کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں اس نے اڈے کو چیک کرنے اور پورے انتظامات دیکھنے بھالنے میں پوری احتیاط سے کام لیا۔

دوپہر کو اس کی ڈیوٹی ختم ہوئی تو وہ سارے لوگوں کے ساتھ ایک بڑی عمارت میں پہنچ گیا۔ جہاں کھانا کھانے کے بعد اس نے جانسن کے روپ میں مختلف افراد سے خاصی گپ شپ کی۔ کسی کو اس پر شک نہ گزرا اور گزر بھی کیسے سکتا تھا۔ وہ ہر طرح سے محتاط تھا۔

شام کو اس کی ڈیوٹی عمارت کے قریب لگائی گئی۔ اور بلیکی نے اسے خاص طور پر ہوشیار رہنے کی تلقین کی۔ اسے معلوم تھا کہ رات پڑتے ہی عمران اور اس کے ساتھی پہاڑیوں پر حملہ کریں گے۔ اس نے کوئی ٹرانسمیٹر کال اس لیئے نہ کی کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کہیں کال چیک نہ کر لی جائے۔ اس کی کلائی پر بی سیکس ٹرانسمیٹر والی گھڑی موجود تھی لیکن اس کی رینج اتنی زیادہ نہ تھی کہ وہ اس سے راگ پور شہر کے اندر موجود عمران سے بات کر سکتا۔ اس لیئے وہ بس خاموش رہا۔

پھر اس وقت وہ چونکا جب اس نے بلیکی کو دس افراد کے ساتھ لنکنگ اسٹیشن سے نکل کر تیزی سے پہاڑیوں کی طرف بڑھتے دیکھا وہ وہاں اس لیئے خاموش کھڑا رہا کہ ارد گرد بہت سے لوگ بکھرے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنے طور پر کوئی کارروائی کر کے اپنے آپ کو مشکوک نہ کر سکتا تھا۔

کافی دیر بعد اس نے پہاڑی کی دوسری طرف اچانک بھاگتے قدموں

کی آوازیں سنیں۔ اور ابھی وہ صورت حال کو سمجھ ہی رہا تھا کہ پہاڑی کے اس طرف قیامت برپا ہو گئی۔ اندھیرے میں میزائلوں کی روشنیاں اور ان کے خوفناک دھماکوں سے پوری پہاڑیاں لرز اٹھی تھیں۔

یہ فائرنگ کچھ دیر ہوتی رہی۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے نارمن کو اپنے آدمیوں سمیت اس پہاڑی سے واپس آتے دیکھا۔ انہوں نے بلیکی کو اٹھایا ہوا تھا۔

"باس کو کیا ہوا ہے سر" ——— بلیک زیرو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"یہ بے ہوش ہیں ——— تم اپنی ڈیوٹی دو" نارمن نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ اور بلیکی کو لیے اس عمارت میں داخل ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے بلیکی کو نارمن سمیت عمارت سے باہر آتے دیکھا۔

"آپ ٹھیک ہیں سر" ——— جانسن نے لہجے میں مسرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ جانسن ——— تم بھی میرے ساتھ آؤ" ——— بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس طرح بلیک زیرو کو اس کے ساتھ جانے کا موقعہ مل گیا۔

دس بارہ افراد مزید بھی ساتھ تھے اور پھر راستے میں سرگوشیوں اور اشاروں کی مدد سے اسے ساری صورت حال کا علم ہو گیا۔ کہ عمران اور اس کے تین ساتھیوں نے شاگل کے روپ میں پہاڑیوں پر چڑھنا چاہا مگر بلیکی بے حد ہوشیار تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر شاگل سے بات کر لی اور پھر وہ انہیں

ترتیب کر کے اوپر لے آیا۔ اس نے ان پر فائر کھولنے کا حکم دیا مگر اسی لمحے دور کی پہاڑی سے میزائلوں کا حملہ ہوا اور بلیکی بے ہوش ہو کر ایک غار میں گر پڑا۔

بعد میں عمران اور اس کے ساتھی بھی فرار ہو گئے۔ اور حملہ کرنے والے بھی۔ اب بلیکی ہوش میں آ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو تلاش کرنے جا رہا تھا۔

بلیک زیرو کا دل بیٹھنے لگا۔ اسے عمران سے اس قسم کی حماقت کی توقع نہیں تھی۔ کہ وہ اس طرح اندھا داؤ کھیلے گا۔ جس طرح عین اس پہاڑی پر میزائل پھٹے تھے جہاں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا وہاں سے ان کا زندہ بچ کر نکل جانا ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن پھر اس نے دل ہی دل میں اپنا خیال بدل ڈالا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران کا ذہن اس سے کہیں آگے تھا۔ اس نے کچھ سوچ کر ہی یہ سب کچھ کیا ہوگا۔ جو بظاہر حماقت کا پلندہ نظر آتا تھا۔

لیکن اسے معلوم تھا کہ ان بظاہر حماقت کے پلندوں کے نتائج انتہائی حیرت انگیز نکلتے تھے اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے نہ ملنے کا مطلب یہی نکالا جا سکتا تھا کہ وہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور پھر اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی کیونکہ بلیکی کے ساتھ رہ کر ایک ایک جھاڑی اور غار دیکھنے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کا کچھ پتہ نہ چلا۔

چیف باس کی کال آنے پر بلیکی واپس مڑ گیا۔ اس وقت وہ ایک کھائی کا ٹارچ کی مدد سے جائزہ لے رہا تھا۔ واپسی پر بلیک زیرو بھی بلیکی کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہوا۔ لیکن مخصوص کمرے میں جاتے ہوئے بلیکی نے انہیں باہر رکنے کا اشارہ کیا تھا اور بلیک زیرو چار ساتھیوں سمیت باہر رک گیا۔ اور بلیکی اور نارمن مخصوص کمرے کے اندر چلے گئے۔

پھر جب اندر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت بے اختیار اندر گھستا چلا گیا۔ اور اندر جا کر اسے معلوم ہوا کہ بلیکی کو چیف باس کے حکم پر نارمن نے ختم کر دیا ہے اور اب نارمن ہی پورے آپریشن کا واحد انچارج ہے۔

نارمن نے جانسن کو اس عمارت کے باہر کھڑے ہو کر پہرہ دینے کا حکم دیا اور دیگر ساتھیوں کو اس نے مزید احکامات دینے شروع کر دیئے۔

بلیک زیرو خاموشی سے عمارت کے پہلو میں ایک بڑی چٹان کی آڑ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کا ذہن کہہ رہا تھا کہ اسے خود کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانا چاہئے۔ اور پھر اسے خیال آ گیا کہ اگر وہ کسی طرح نارمن کا روپ دھار لے تو اس کے لئے تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

نارمن کے روپ میں اسے بے پناہ آزادی مل سکتی ہے۔ اس کے پاس میک اپ باکس اور نائٹ سرز موجود تھا۔ جس کی مدد سے وہ بڑی آسانی سے نارمن کا روپ دھار سکتا تھا۔ لیکن اصل مسئلہ نارمن کے جسم کے پھیلاؤ کا تھا۔ اس کے لئے اس کے ذہن میں یہی خیال آیا کہ اگر وہ دو تین اوور کوٹ اپنے جسم کے گرد باندھ لے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

نارمن اوپر چوکی کی طرف جا کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے میں مصروف تھا۔ اس لئے بلیک زیرو تیزی سے مڑا اور عمارت میں داخل ہو گیا۔ اس نے ایک دروازے پر سٹور کی تختی دیکھ لی تھی۔ پھر سٹور کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہی اس کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔ وہاں اوور کوٹوں کا ایک ڈھیر موجود تھا۔ اس نے تین اوور کوٹ اٹھائے اور انہیں اپنے بڑے کوٹ کے اندر چھپا کر باہر نکل کر دوبارہ اسی چٹان کے پاس پہنچ گیا۔

اس نے کوٹ چٹان کی اوٹ میں رکھ دیئے اور نارمن کو چیک کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ نارمن کو اس کے جسم کے پھیلاؤ کی وجہ سے پہچان گیا۔ نارمن کو اس نے سامنے والی شمالی پہاڑی کے دامن کی طرف جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس پہاڑی کے نیچے خفیہ ...ہ موجود ہے۔ اس نے نارمن کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس چٹان کی اوٹ سے نکلتا اچانک اس ...ی نظر ایک شخص پر پڑی جو بڑے محتاط انداز میں دائیں طرف کی پہاڑی ...ڈھلوان سے نیچے اتر کر نارمن کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کا لباس ...و بتا رہا تھا کہ وہ نارمن کا آدمی ہے مگر اس کا محتاط انداز یہ بتا نا ...ے رہا تھا۔ اور پھر اس نے تین دیگر افراد کو بھی پہلے آدمی کے تعاقب میں ...حتیاط سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔

اور پھر ان میں سے ایک کو دیکھ کر وہ بری طرح چونک پڑا۔ وہ ...ی ڈیل ڈول سے جوانا کے علاوہ اور کوئی نہ ہو سکتا تھا۔ دوسرے

لمحے اس کے ذہن میں برق سی کوندی۔ اب وہ آگے جانے والے آدمی کو پہچان گیا تھا۔

"اوہ ـــــ تو یہ فرار نہیں ہوئے بلکہ نہ صرف بچ نکلے ہیں انہوں نے نارمن کے آدمیوں کا روپ بھی دھار لیا ہے۔

"گڈ شو ـــــ" بلیک زیرو نے دل ہی دل میں عمران کی ذہانت کی داد دیتے ہوئے کہا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ نارمن اڈے کی طرف جا رہا تھا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے جا رہے ہیں۔

عمران اور اس کے ساتھی جب ڈھلان پر پہنچے تو اس وقت نارمن خفیہ دہانے پر پہنچ چکا تھا۔ یہ دہانہ بظاہر ایک چھوٹی سی غار تھی لیکن بلیک زیرو نے معلوم کر لیا تھا کہ یہاں جاسوسی کے جدید ترین آلات ایسی مہارت سے نصب کئے گئے ہیں کہ انسان ایک لمحے میں چیک کیا جا سکتا ہے۔

جس جگہ عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے ان سے چند قدموں کے فاصلے پر حفاظتی حصار شروع ہو جاتا تھا۔ اس حفاظتی حصار کا تعلق اڈے کے اندر تھا اور وہیں سے ساری چیکنگ ہوتی تھی۔

عمران اپنے ساتھیوں کو نیچے روک کر خود اوپر ڈھلوان پر چڑھنے لگا اور بلیک زیرو کے دل میں بے چینی پیدا ہونے لگی۔ اسے معلوم تھا کہ عمران نادانستگی میں پھنس جائے گا۔ لیکن وہ اسے فوری طور پر روک... نہ سکتا تھا۔

اسی لمحے اسے بی سکس ٹرانسمیٹر کا خیال آیا۔ اس نے تیزی سے... کلائی کی گھڑی اتاری مگر اس سے پہلے کہ وہ اس کا ونڈ بٹن کھینچتا ا...

سے عمران کو رکتے ہوئے دیکھا۔ اس نے بھی ہاتھ روک لیا۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے دروازہ کھلا اور نارمن اندر چلا گیا۔ دروازہ اس کے پیچھے بند ہو گیا۔ جبکہ عمران پیچھے ہی رہ گیا تھا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور اس کے ساتھی تیزی سے چلتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔ یہ مخصوص اشارہ دیکھ کر بلیک زیرو کا رہا سہا شک بھی دور ہو گیا۔ کیونکہ یہ اشارہ عمران کے ساتھ ہی مخصوص تھا۔

اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور اسے مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا کیونکہ گھڑی پہ نو کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹرانسمیٹر پر پہلے سے کال چل رہی ہے۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کال کر رہا ہے کیونکہ عمران کے پاس بھی اسی کا انتہائی طاقتور ٹرانسمیٹر موجود تھا جس سے وہ دور تک کی رینج میں بات کر سکتا تھا۔ وہ خاموشی سے نو کے ہندسے کو جلتا بجھتا دیکھ رہا تھا۔

کال کافی دیر تک چلتی رہی اور پھر اچانک نو کا ہندسہ بجھ گیا اور چھ کا ہندسہ جل اٹھا۔ اور بلیک زیرو چونک پڑا۔ کیونکہ چھ کا ہندسہ جلنے کا مطلب تھا کہ اب اس کا لنک عمران سے ہو چکا ہے۔

"طاہر کالنگ عمران ——— اوور" ——— بلیک زیرو نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

اسے چونکہ معلوم تھا کہ عمران کے ساتھی اس کے پاس موجود ہیں۔ اس لئے اس نے طاہر کا نام لیا تھا۔

"عمران سپیکنگ ——— اوور" دوسری طرف سے عمران کی مدھم سی

آواز سنائی دی اور پھر بلیک زیرو نے عمران کو وہاں کی صورت حال کے متعلق تفصیل سے بتا دیا۔

اس نے اڈے کو بھی ڈسکس کیا اور آخر میں طے ہوا کہ عمران نارمن کو باہر نکلتے ہی کور کرے۔ اور بلیک زیرو چٹان کی اوٹ میں موجود کوٹ لیکر ان کے پاس پہنچ جائے گا اور پھر وہ نارمن کے روپ میں آ جائے۔

مگر اچانک ہی سلسلہ ختم ہو گیا اور اسی لمحے بلیک زیرو نے کیمپ کا دروازہ دوبارہ کھلتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ سمجھ گیا کہ نارمن باہر آ رہا ہے اس لئے عمران نے کال اچانک ختم کر دی ہے۔

اس نے تیزی سے گھڑی دوبارہ کلائی سے باندھی اور پھر اس نے جھک کر چٹان سے کوٹ اکٹھے کر کے اٹھائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ نارمن کے باہر نکلتے ہی عمران نے اس پر جھپٹ پڑنا ہے۔

مگر جیسے ہی وہ کوٹ اٹھا کر سیدھا ہوا، حیرت سے بت بنا کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔

اس کے سامنے حیرت انگیز منظر تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک جال میں لپٹے تیزی سے پہاڑی ڈھلوان پر لڑھکتے چلے جا رہے تھے جبکہ نارمن حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

اور پھر ڈھلوان کے آخر میں پہنچتے ہی ڈھلوان کا وہ حصہ تیزی سے پھٹا اور عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں لپٹے ہوئے پہاڑی کے اندر غائب ہو گئے۔ جبکہ نارمن بھی بلیک زیرو کی طرح بت بنا کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

بلیک زیرو کے ہاتھ سے کوٹ گر گئے۔ اس نے نارمن کو ایک بار پھر

غار کے دہانے کی طرف پھٹکتے دیکھا۔ وہ شاید اندر بات چیت کرنا چاہتا تھا۔ اب بلیک زیرو کے لئے وہاں رکنا محال تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا نارمن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
نارمن غار کے دہانے پر باتوں میں مصروف تھا۔ جیسے ہی بلیک زیرو نارمن کے پیچھے پہنچا، اچانک اس کا پیر ایک پتھر پر پڑا اور پتھر کھسک گیا۔

آواز پیدا ہوتے ہی نارمن اچھل کر مڑا۔ اور بلیک زیرو نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر نارمن انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور بلیک زیرو اپنے ہی زور میں اس غار کے چھوٹے سے دہانے سے جا ٹکرایا۔ اس نے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے چہرے کو چٹانوں سے ٹکرانے سے بچانے کی کوشش کی۔ مگر جیسے ہی اس کے ہاتھ غار کی چٹانوں سے ٹکرائے اس کا پورا جسم تیزی سے لرزا اور پھر اس نے ان چٹانوں کو سکڑتے دیکھا۔ دوسرے لمحے بلیک زیرو کو یہی محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہرے اندھیرے کنوئیں میں سر کے بل گرتا چلا جا رہا ہے یہ احساس اسے صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔
دوسرے لمحے اس کا سر کسی سخت چیز سے ٹکرایا اور اس کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے۔
اس نے سر جھٹک کر ان اندھیروں سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی لیکن بے سود ——— اندھیروں کی چادر لمحہ بہ لمحہ گہری سے گہری تر ہوتی چلی گئی

فاٹران فیصل کو ہمراہ لئے تیزی سے اسی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے وہ نکل کر آئے تھے۔
"کیا ہم نے وہاں سے صرف اسلحہ لینا ہے" فیصل جان نے راستے میں پوچھا۔
"اسلحہ کے ساتھ ساتھ میرا ایک اور خیال ہے۔ اگر کسی طرح شاگل ہمارے ہتھے چڑھ جائے تو میں شاگل کا روپ دھار کر زیادہ آسانی سے کام کر سکتا ہوں" ناٹران نے جواب دیا۔
"مگر ہمارے پاس میک اپ باکس تو ہیں نہیں" فیصل جان نے جرح کرتے ہوئے کہا۔
"دیکھو شاید کوئی بندوبست ہو جائے۔" ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
پھر وہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے۔ عمارت کے اندر

انہیں خاموشی نظر آ رہی تھی۔ انہوں نے یہی خیال کیا کہ آنے والے انہی کی تلاش میں باہر نکل گئے ہوں گے۔

ناٹران اور فیصل جان ایک دیوار کی آڑ میں دبکے ہوئے پہلے حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ جب انہوں نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ اس طرف کوئی پہرہ دار موجود نہیں ہے تو ناٹران نے فیصل جان کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ آگے قدم بڑھانے ہی لگا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔

ان سے دس قدم کے فاصلے پر سڑک کے دوسرے کنارے پر رکھے ہوئے گندگی کے ایک بڑے سے ڈرم کے پیچھے سے انہیں ایک انسانی آواز سنائی دی تھی۔ گو آواز مدھم تھی لیکن اس خاموشی میں وہ انہیں واضح طور پر سنائی دی تھی۔

دوسرے لمحے ایک اور آواز سنائی دی اور پھر انہوں نے ڈرم کی آڑ میں سے دو سائے باہر نکلتے دیکھے۔ انہوں نے بڑے اوور کوٹ اور سر پر ہیٹ نمبس طرز کی اونی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں چھوٹی ڈسٹین گنیں تھیں۔

"خواہ مخواہ سردی سے اکڑ رہے ہیں ——— یہاں آدمی تو کیا چڑیا کا بچہ بھی موجود نہیں ہے۔" ان میں سے ایک کی جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مگر سروپ کمار ——— چیف باس نے یہاں نگرانی کا کچھ سوچ کر ہی حکم دیا ہوگا۔" دوسرے نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں اسی ڈرم کے پاس کھڑے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے

باتوں میں مصروف تھے جبکہ ناٹران اور فیصل جان دیوار کی اوٹ میں ان سے چند قدموں کے فاصلے پر دبکے ہوئے تھے۔

"تمہارا نام خواہ مخواہ تمہارے ماں باپ نے ارجن سنگھ رکھ دیا ہے تمہارا نام تو بزدل سنگھ ہونا چاہیئے۔ اتنی فرمانبرداری تو بزدل ہی کر سکتے ہیں ——— شیر نہیں کر سکتے۔" دوسرے نے جس کا نام سروپ کمار تھا بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بس اب مجھے طعنے دینے کی کوشش نہ کرو ——— میں ان طعنوں سے بہت جلتا ہوں۔" ارجن سنگھ نے برا مناتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دائیں سمت چل پڑا۔ سروپ کمار اس کے پیچھے تھا۔

"ارے ——— ارے ——— تم تو ناراض ہو کر چل دیئے۔ اچھا میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔" سروپ کمار نے اس کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا۔

ان دونوں کا رخ ادھر ہی تھا جدھر ناٹران اور فیصل جان دبکے ہوئے تھے۔ اور ناٹران نے فیصل جان کا ہاتھ دبا کر مخصوص اشارہ کر دیا۔ اور فیصل جان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ اشارہ سمجھ گیا تھا۔ سروپ کمار اور ارجن سنگھ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے اس دیوار کے قریب سے ہوتے ہوئے جیسے ہی گزرے، ناٹران اور فیصل جان زخمی چیتوں کی طرح ان پر جھپٹ پڑے اور وہ ان کے منہ پر ہاتھ رکھے انہیں تیزی سے گھسیٹتے ہوئے اس دیوار کی آڑ میں لے آئے۔

ارجن سنگھ اور سروپ کمار نے اپنے آپ کو اس اچانک افتاد سے

چھڑانے کی جدوجہد کی کوشش کی لیکن ناٹران اور فیصل جان کے مقابلے میں ان کی کوئی پیش نہ گئی اور ان دونوں نے چند ہی لمحوں میں ان دونوں کی گردنیں توڑ دیں۔

"ان کا لباس اتار کر پہن لو ——— جلدی کرو"۔ ناٹران نے کہا۔

اور پھر اس نے سروپ کمار کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ ان کے اوور کوٹ اور اونی ٹوپیاں پہن چکے تھے۔ بوٹ چونکہ تقریباً ملتے جلتے تھے اس لئے بوٹ بدلنے کا انہوں نے تکلف نہ کیا۔

"جلدی کرو ——— یہیں کہیں گٹر کا دہانہ ہوگا ——— اسے تلاش کرو"۔ ناٹران نے کہا اور فیصل جان سڑک پر جھک کر دہانہ تلاش کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ایک سائیڈ روڈ کے کنارے گٹر کا دہانہ چیک کر لیا اور پھر ناٹران اور فیصل جان نے مل کر زور لگایا اور گٹر کا بھاری لوہے کا ڈھکنا ہٹا دیا۔

پھر فیصل جان نے باری باری ان دونوں کی لاشیں گٹر میں اتار دیں۔ اور ڈھکن دوبارہ رکھ دیا۔ اب وہ مطمئن ہو گئے تھے کیونکہ لاشیں دو چار روز بعد ہی جا کر کہیں چیک ہوں گی۔

"اب تم ارجن سنگھ ہو اور میں سروپ کمار ——— لہجے تم نے سن ہی لئے ہوں گے۔ آؤ اب اندر چلتے ہیں"۔ ناٹران نے کہا اور فیصل جان سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ گھوم کر وہ عمارت کے سامنے والے دروازے پر پہنچ گئے۔ وہاں دو مسلح افراد اسی قسم کا لباس پہنے پہرہ دے رہے تھے۔

"کیا ہوا ——— ؟" ان میں سے ایک نے انہیں دیکھتے ہی پوچھا۔

"باس کو رپورٹ دینی ہے" ——— ناٹران نے سروپ کمار کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— جاؤ"۔

اس آدمی نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھول دی ناٹران اور فیصل جان کھڑکی میں سے ہوتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ عمارت کے پورچ اور برآمدے میں دس مسلح افراد موجود تھے۔ ان سب نے بھی انہی کی طرح اونی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں جن میں سے صرف آنکھیں اور ناک باہر نکلا ہوا تھا۔ باقی چہرہ چھپ گیا تھا۔ البتہ ان کی ٹوپیوں کی سائیڈ پر نام کاڑھے گئے تھے۔ یہ انتظامات شدید سردی کی بنا پر خصوصی طور پر کئے گئے تھے۔

جب یہ دونوں پورچ میں پہنچے تو ایک آدمی نے آگے بڑھ کر انہیں روک لیا

"تم ادھر کیوں آ گئے ہو سروپ اور ارجن ——— تمہاری ڈیوٹی تو عقبی طرف تھی"۔ اس آدمی نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس کو ایک خاص رپورٹ دینی ہے ——— اہم اور فوری"۔ ناٹران نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بتاؤ ——— باس کے پاس تم جیسے لوگوں سے رپورٹ لینے کے لئے وقت نہیں ہے"۔ اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری جناب ——— یہ رپورٹ اہم ہے اور صرف باس سے متعلق ہے"۔ ناٹران نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے ۔۔۔ میں پہلے باس سے معلوم کرتا ہوں۔" اس آدمی نے جس کا نام ٹوپی پر روپ چندر لکھا ہوا تھا چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

پھر وہ تیزی سے عمارت کی اندرونی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ دونوں وہیں رکے رہے۔ ہلکی روشنی کے بلب میں گو ان کی آنکھوں کا رنگ تو چیک تو نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن پھر بھی انہوں نے مسلسل ان لوگوں کی طرف چہرہ نہ کئے رکھا۔ بلکہ یوں ادھر ادھر دیکھتے رہے جیسے انہیں رپورٹ دینے کی بے چینی ہو۔

چند لمحوں بعد ہی روپ چندر واپس آ گیا۔

"آؤ" ۔۔۔ روپ چندر نے سخت لہجے میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اندرونی طرف بڑھتے چلے گئے۔ گیلری میں سے گزر کر وہ ایک دروازے کے سامنے رک گئے۔ اس دروازے میں سے روشنی کی لکیر باہر نکل رہی تھی جبکہ باقی کمروں میں اندھیرا تھا۔ ناٹران نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

"باس ۔۔۔ مسٹر روپ کمار اور ارجن سنگھ رپورٹ کے لئے حاضر ہیں" ناٹران نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا۔

"یس ۔۔۔ کم ان" اندر سے شاگل کی کرخت آواز سنائی دی۔

ناٹران اور فیصل جان دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس میں سامنے کے رخ پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کے سامنے شاگل ایک کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے" ۔۔۔ شاگل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ ہم نے ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے۔" ناٹران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل ان کی بات کا جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ شاگل چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس شاگل سپیکنگ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"جی پی فائیو ۔۔۔ انچارج کیپ نارمن بول رہا ہوں ۔۔۔ اوور" دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔۔۔ مسٹر نارمن ۔۔۔ فرمایئے ۔۔۔ اوور" شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اطلاع درست نکلی ہے ۔۔۔ ہم نے دشمن ایجنٹوں کے سات افراد گرفتار کر لئے ہیں۔ جبکہ آپ نے نو کی اطلاع کی تھی مگر یہاں سات پہنچے ہیں ۔۔۔ اوور" نارمن نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ سات افراد ۔۔۔ مگر دو کہاں گئے۔ یہاں سے تو نو فرار ہوئے تھے ۔۔۔ یہ کہیں کوئی اور گروپ نہ ہو۔ اوور" شاگل نے کہا۔

"ان میں ایک غیر ملکی عورت اور چھ مرد ہیں جن میں ایک افریقی بھی ہے۔ اوور" ۔۔۔ نارمن نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ یہ تو درست ہے لیکن باقی دو کہاں گئے۔ ان میں

وہ شامل ہے جس کے دائیں کان کی لو میں سوراخ ہے اوور" شاگل نے کہا۔

"ہاں ہے ——— اوور" نارمن نے کہا۔

"اوکے ——— پلیز میری ایک درخواست ہے اس آدمی کو میں اپنے ہاتھوں سے سزا دینا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے زبردست دھوکہ دیا ہے پلیز آپ میری یہ بات ضرور مان لیں۔ اس طرح میری انا کی تسکین ہو جائے گی۔ اوور" شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— لیکن باقی دو افراد کا کیا ہوگا۔ ویسے ہم نے پانچ مزید افراد گرفتار کئے ہیں۔ ان میں سے ایک تو مسٹر بلیکی کے ساتھی جانسن کے روپ میں تھا اور دوسرے افراد مقامی ہیں لیکن وہ ان سات افراد سے کافی دیر پہلے گرفتار ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دو افراد جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ پہلے آپ کی گرفت سے فرار ہوئے ہوں اور آپ بھول رہے ہوں ——— اوور" نارمن نے کہا۔

"نہیں ——— میں نہیں بھولتا۔ ویسے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ دو افراد ان سے بچھڑ گئے ہوں اور وہاں تک نہ پہنچے ہوں۔ ارے ایک منٹ ہولڈ آن ...." شاگل کہتے کہتے چونک پڑا۔ اور پھر وہ تیزی سے ناٹران کی طرف مڑا۔

"تم کیا کہہ رہے تھے ——— تم نے کن کا سراغ لگایا ہے" شاگل کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"باس ——— دو افراد یہاں سے تھوڑی دور زخمی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ——— یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی گاڑی سے کچلے گئے ہوں۔

یہ وہی لوگ ہیں جو یہاں سے فرار ہوئے ہیں" ناٹران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— پھر تم انہیں اٹھا لائے ہو" شاگل نے پوچھا۔

"نہیں باس ——— وہاں پولیس پہنچ چکی ہے" ناٹران نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا" شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ——— کیا تم میری آواز سن رہے ہو ——— اوور" شاگل نے کہا۔

"یس ——— ہم نے آپ کی باتیں سن لی ہیں۔ پھر وہ دو افراد وہی ہوں گے ——— اب ہمیں تسلی ہو گئی ہے ——— اوور" دوسری طرف سے نارمن کی مطمئن آواز سنائی دی۔

"بالکل ——— اب عمران اور اس کی ٹیم مکمل طور پر تمہارے قبضے میں آ چکی ہے ——— میرا خیال ہے تم کرنل ڈیوڈ کی آمد تک ان کی موت کو ملتوی رکھو گے ——— اوور" شاگل نے پوچھا۔

"نہیں ——— کرنل ڈیوڈ کی آمد سے پہلے میں ان سب کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ کرنل ڈیوڈ کو صبح ان کی لاشیں پیش کی جائیں گی۔ اوور" دوسری طرف سے نارمن نے جواب دیا۔

"تو پھر پلیز ——— آپ یہ کام میرے سامنے کریں۔ ایک تو اس شخص تنویر کو میں اپنے ہاتھ سے گولی مارنا چاہتا ہوں۔ دوسرا میں چاہتا ہوں کہ آپ عمران کو میرے سامنے گولی ماریں کیونکہ جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں مجھے اس کی موت کا یقین نہیں آئے گا۔" شاگل نے کہا۔

"لیکن ہم نے انہیں کیمپ کے اندر رکھا ہے ——— سائنسی آلات

کی حفاظت میں تاکہ یہ کسی طرح فرار نہ ہو سکیں۔ اب آپ کو بھی کیمپ کے اندر لانا پڑے گا۔ اور کیمپ کا انٹرنل انچارج مائیکل شاید اس پر راضی نہ ہو ——— اوور"۔ نارمن نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" آپ مسٹر مائیکل سے بات کرا دیں ——— میں کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف ہوں کوئی عام آدمی نہیں ہوں اور آپ میرے ملک میں موجود ہیں کرنل ڈیوڈ اور میرا عہدہ برابر ہے ——— اوور"۔ شاگل نے انتہائی کرخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

" او کے ——— میں بات کراتا ہوں ——— اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور چند لمحوں بعد ایک نئی آواز ٹرانسمیٹر پر گونجی۔

"یس مسٹر شاگل ——— میں نے آپ کے متعلق مسٹر نارمن سے بات کر لی ہے ——— آپ ایک ذمہ دار اور اہم آدمی ہیں۔ آپ سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ آپ اکیلے تشریف لے آئیں ——— اوور"۔

نئی آواز نے جو یقیناً مائیکل کی تھی کہا۔

" تھینک یو مسٹر مائیکل ——— لیکن اکیلے والی شرط غلط ہے۔ میرے ساتھ میرا اسسٹنٹ امر سنگھ بھی آئے گا۔ وہ سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف ہے ——— اوور"۔ شاگل نے کہا۔

" او کے ——— آپ ایک اسسٹنٹ ہمراہ لا سکتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں ——— اب بہتر یہ ہے کہ ہم کوڈ اور جگہ مقرر کر لیں تاکہ کسی قسم کی گڑبڑ کا خدشہ باقی نہ رہے ——— اوور"۔ مائیکل نے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— اوور"۔ شاگل نے کہا۔

" کوڈ یہ ہو گا کہ آپ آپریشن نائٹ کہیں گے جبکہ ہماری طرف سے جواب آپریشن کیمپ ہو گا۔ جس کے جواب میں آپ مشن ٹو کیمپ ریگر نہ ڈیتھ کہیں گے۔ اس کے بعد آپ اپنا نام اور اسسٹنٹ کا نام بتائیں گے اور اس طرح کوڈ مکمل ہو جائے گا۔ اوور"۔ مائیکل نے کوڈ تجویز کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— میں سمجھ گیا۔ اب جگہ بھی طے کر دیں ——— اوور"۔ شاگل نے کہا۔

" آپ کاریں اس شمالی پہاڑی کے دامن میں آجائیں۔ جس پر کوئی درخت نہیں ہے ——— ہمارے آدمی آپ کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہوں گے ——— اوور"۔ مائیکل نے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— میں اپنے اسسٹنٹ امر سنگھ کے ساتھ پہنچ رہا ہوں"۔ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا

" ایک بات اور مسٹر شاگل ——— آپ دونوں میں سے کوئی میک اپ میں نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بات میں آپ کو پہلے بتا رہا ہوں۔ کیونکہ آپ نے کیمپ کے اندر آنا ہے اور وہاں ہمارے سائنسی آلات ایسے ہیں کہ میک اپ کی صورت میں آپ اندر داخل نہیں ہو سکیں گے۔ اوور"۔ ——— مائیکل نے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— ہم اصلی صورتوں میں آئیں گے۔ ویسے میرے پاس ایس وی ٹاپ میک اپ باکس موجود ہے۔ اس میک اپ کو مشین چیک نہیں کر سکتی۔ لیکن آپ کی بات درست ہے ہم اصلی صورتوں میں ہی آئیں گے۔" شاگل نے جواب دیا۔

"ایس وی میک اپ ـــــ وہ آپ کے پاس کیسے پہنچ گیا وہ تو انتہائی جدید میک اپ ہے ـــــ اوور"۔ مائیکل کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تو آپ کا فرستان کو کیا سمجھتے ہیں ـــــ ہم ان معاملات میں بہت آگے ہیں مسٹر مائیکل ـــــ اوور"۔ شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں بتایا۔

"اوکے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ آپ کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے"۔ مائیکل نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

میں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا۔ امر سنگھ فیلڈ میں ہے ـــــ اسے بلا کر ساتھ لینا ہے اور بس ـــــ اوور"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ ہم انتظار کریں گے ـــــ اوور اینڈ آل"۔

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ سیٹی کی آواز بند ہونے لگی۔

شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور اس سے پہلے کہ وہ مڑتا۔ ناٹران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ پوری قوت سے شاگل کے سر پر پڑا اور شاگل کراہتا ہوا کرسی سے نیچے فرش پر آ گرا۔

ناٹران نے دوسرا وار کیا اور شاگل جو سر مار کر شاید اپنے آپ کو سنبھالنے میں مصروف تھا دوسری بھرپور ضرب لگتے ہی بے حس و حرکت ہو گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی ناٹران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے شاگل کی کرسی کے ساتھ پڑی ہوئی اصلی ٹوپی اٹھا لی۔ اس نے اپنی والی ٹوپی اتار کر فیصل جان کو پہنا دی اور خود اس کی ٹوپی پہن لی۔ اس کے بعد اس نے شاگل کی نبض چیک کی۔

"باس اسے ختم کر دیں ـــــ یہ بعد میں بھی ہمارے لئے عذاب بن سکتا ہے"۔ فیصل جان نے کہا۔

"نہیں ـــــ ہو سکتا ہے کسی وقت اس کی ضرورت پڑ جائے میں اسے عمارت سے باہر لے جا کر گولی مار دوں گا۔"

ناٹران نے کہا اور پھر اس نے شاگل کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ تلاشی لے کر اس نے اس کی جیبوں میں موجود سامان اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا۔

"باس ـــــ اس سے ایس وی میک اپ باکس کا تو پتہ کر لینا تھا"۔ فیصل نے اچانک کسی خیال کے تحت کہا۔

"کیا ضرورت ہے ـــــ وہ لوگ شاگل اور امر سنگھ کو نہیں پہچانتے" ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے ندامت بھرے انداز میں سر ہلایا واقعی اس بات کو تو اسے خیال بھی نہ آیا تھا۔

"تم اسے کاندھے پر اٹھا لو اور میرے پیچھے آؤ"۔ ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے جھک کر شاگل کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال لیا۔ پھر ناٹران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ جبکہ فیصل جان نے جھک کر شاگل کو اٹھایا۔

پورچ میں موجود افراد انہیں دیکھ کر چوکنا ہو گئے۔

"یہ مروپ کمار اچانک بے ہوش ہو گیا ہے۔ میں اسے راستے میں ہسپتال چھوڑتا جاؤں گا۔ اس کے بعد میں نے پہاڑیوں کی طرف جانا ہے ——— ارجن سنگھ میرے ساتھ ہو گا۔ اس نے اہم رپورٹ دی ہے۔ امر سنگھ آئے تو اسے کہنا کہ وہ یہاں رہے۔ میں کسی بھی وقت اسے کال کر سکتا ہوں۔"

ناٹران نے شاگل کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت اور تلخ تھا۔

"یس باس" ——— روپ چندر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ناٹران پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ فیصل جان نے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا اور شاگل کو اس کے اندر ڈال کر خود بھی سوار ہو گیا۔ جبکہ ناٹران پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے چلتی ہوئی عمارت کے پھاٹک سے باہر نکل گئی۔

"انتہائی حیرت انگیز باس ——— بعض اوقات کیسے اتفاقات ہو جاتے ہیں۔"

فیصل جان نے کار کے عمارت سے باہر نکلتے ہی کہا۔

"ہاں ——— ایسا ہی ہوتا ہے۔ بہر حال جولیا کا گروپ اور عمران صاحب بھی گرفتار ہو گئے ہیں۔ اور میرے خیال میں بلیکی کے اسسٹنٹ کے روپ میں مسٹر طاہر ہوں گے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" ناٹران نے کہا۔

"بالکل وہی ہوں گے ——— اور اب شاید ان لوگوں کو چھڑانا اور اڈے کو تباہ کرنا، یہ دونوں کام ہم دونوں کو ہی کرنے ہوں گے۔" فیصل جان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ ایکسٹو نے خواہ مخواہ اتنی بڑی ٹیم بھیج دی۔ خالی عمران کو بھیج دیتے۔ ہم ساتھ مل کر مشن سر انجام دے دیتے۔ یا پھر ہمیں ہی اشارہ کر دیا جاتا ہم کور کر لیتے"۔

ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے یوں سر ہلا دیا جیسے یہ اس کے دل کی آواز ہو۔

کار خاصی تیز رفتاری سے پہاڑیوں کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

ہال کمرے میں عجیب سی دودھیا رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ہال کمرے کا کوئی دروازہ، کھڑکی یا روشندان نہ تھا۔ وہ کسی ڈبے کی طرح بند تھا۔ اس کے باوجود اس میں گھٹن کا احساس نہ ہوتا تھا۔

ہال کمرے کی دیواروں اور فرش پر سنہرے رنگ کا کوئی محلول کوٹ کیا گیا تھا۔ فرش پر اس وقت عمران اور اس کے تین ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو بھی اپنی شکل میں موجود تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ غائب تھے۔ وہ فرش پر یوں قطاروں میں لیٹے ہوئے تھے جیسے سپہ سالار کے معائنے کے لئے دشمن کی لاشوں کو قطاروں میں رکھا گیا ہو۔

چند لمحوں بعد کمرے میں پھیلی ہوئی دودھیا رنگ کی روشنی نیلے رنگ میں بدلتی چلی گئی۔ پھر گہری نیلی ہونے کے بعد دوبارہ ہلکی پڑتی پڑتی دودھیا ہو گئی۔ اور پھر جیسے ہی وہ پہلے والے رنگ پر پہنچی۔ ہال میں موجود تمام افراد کی آنکھیں کھلتی

چلی گئیں۔ اور چند لمحوں بعد وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ وہ سب حیرت بھری نظروں سے ہال کمرے اور اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے۔

" بڑی عجیب عجیب قبروں میں دفن ہونا پڑ رہا ہے۔" عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" تم نے بالکل درست کہا ہے مسٹر عمران ——— یہ واقعی تم سب کی قبر ہے ——— اجتماعی قبر" ہال میں ایک آواز گونجی اور وہ سب چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

" تم قبر کے فرشتے ہو یا دوزخ کے" عمران نے بھی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہم موت کے فرشتے ہیں" دوسری طرف سے ہنسنے کی آواز کے ساتھ فقرہ سنائی دیا۔

" ارے باپ رے ——— موت کے بھی فرشتے ہوتے ہیں۔ میں نے تو سنا تھا فرشتے بڑے معصوم اور عبادت گزار ہوتے ہیں۔ وہ تو رحمدل اور ہمدرد ہوتے ہیں۔ ہم جیسے نیک لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ وہ بھلا کسی کو مارنے کا گناہ کیسے کر سکتے ہیں" عمران نے بڑے ناصحانہ انداز میں کہا۔

" گڈ ——— تم واقعی دلیر ہو جو ان حالات میں بھی ایسی باتیں کر رہے ہو ——— لیکن اب یہ مجبوری ہے کہ یہ گناہ ہم موت کے فرشتوں کو ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ تم لوگ جنت کو تباہ کرنے آئے ہو" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" ارے ہماری توبہ ——— ہم اور جنت کو اجاڑ دیں۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ یہ جنت مجھے ڈبہ لگتا ہے۔ ہر طرف سے بند" عمران نے بھی

سلسلہ کلام جاری رکھا۔

"ہاں ——— یہ جنت ہماری اپنی ایجاد ہے۔ اس ڈبے میں سے تم زندہ تو ہر حال کسی طور نہیں نکل سکتے۔ البتہ تمہاری لاشیں باہر آجائیں تو دوسری بات ہے۔" جواب دیا گیا۔

"سنو دوست ——— تمہاری یہ جنت ہمیں بے حد پسند آئی ہے اور چونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم مرنے کے بعد یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس لئے ہم نے اپنے مرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے تاکہ ہم یہاں اطمینان سے رہ سکیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری زندگی ہماری مرضی پر منحصر ہیں۔ جس وقت ہم چاہیں گے تم زندہ رہو گے۔ جب ہم چاہیں گے تمہیں موت آجائے گی۔ تمہارے اختیار میں نہ خود مرنا ہے نہ جینا۔"

دوسری طرف سے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوہ ——— تم نے تو بڑے دعوے کرنے شروع کر دیئے ہیں بلکہ خدائی دعوے ——— اور مجھے آج تک حسرت ہی رہی کہ نمرود، فرعون اور شداد کی طرح خدائی دعویٰ کرنے والوں کی شکل تو دیکھ سکوں۔ کیا تم میری حسرت پوری کر سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"تم شاید یہ بات اس لئے کر رہے ہو کہ کوئی خفیہ دروازہ کھلے گا اور ہم اندر آئیں گے اور تم ہم پر حملہ کر کے سچویشن بدل دو گے۔ حالانکہ یہ تمہاری خام خیالی ہے ——— ہم اندر آبھی جائیں تب بھی تم ہمارے خلاف انگلی کو بھی حرکت میں نہیں لا سکتے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میری آنکھیں تو حرکت کر سکتی ہیں نا ——— میں نے تو بس دیکھنا

ہے۔ ہاں اگر کوئی صنف نازک ہوتی تو شاید چھونے کو بھی دل مچل اٹھے۔" عمران نے جواب دیا۔

لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا اور خاموشی سی طاری ہو گئی۔

عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے عمران کی گفتگو سن رہے تھے۔ اب اتنا تو وہ سمجھتے تھے کہ اس ہال کو کسی سکرین پر دیکھا جا رہا ہے۔ لیکن وہ سوچ رہے تھے کہ یہاں سے چھٹکارا کیسے ملے گا۔

"یار چپ کیوں ہو گئے ——— کم از کم کچھ بولتے ہی رہو۔ مرنے سے پہلے تمہاری خوبصورت آواز سن کر نشہ سا آنے لگا ہے اور اس نشے میں ہماری موت آسان ہو جائے گی۔" عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"تم کیا بات کرنا چاہتے ہو ——— تم بے فکر رہو۔ تمہاری حسرت پوری کر دی جائے گی۔ لیکن کچھ دیر انتظار کرو۔ تم میں سے ایک شخص تنویر کو مقامی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا ہے ——— بس اس کی آمد کا انتظار ہے۔" دوسری طرف سے اس بار سخت لہجے میں کہا گیا۔

"لو بھئی تنویر ——— تم تو شہید ہو گئے۔ پاگل کے ہاتھوں مرنے والوں کو شہید ہی کہتے ہیں نا۔" عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر شاگل کا نام آتے ہی غصے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"پاگل نہیں ——— شاگل ——— اسی کی اطلاع پر تو ہم تمہارا

بڑا گینگ پکڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"اچھا ــــ وہ کیسے ــــ یار چلو ہمارے پکڑے جانے کی تفصیل ہی بتا دو تاکہ دوسری دنیا میں جا کر ہم اپنی غلطیوں سے بچ جائیں"۔ عمران نے کہا۔

"کیا تفصیل پوچھو گے ــــ تم نے کیمپ کو کوئی عام سا کیمپ سمجھ رکھا ہے اس لئے مار کھا گئے۔ تم داخلے والے دروازے کے پاس موجود تھے۔ لیکن دروازہ کھلتے ہی میں نے تمہاری شکلیں دیکھ لیں۔ میں نے یہاں ایسا انتظام کیا ہوا ہے کہ مجھے جو شکل نظر آتی ہے وہ میک اپ کے بغیر نظر آتی ہے۔ چنانچہ تمہارا بھانڈا پھوٹ گیا اور میں نے مکینکی جال کی مدد سے تم چاروں کو اندر گھسیٹ لیا۔ پھر کیمیکل راہداری سے گزرنے کے بعد جب تم اس ہال میں پہنچے تو تمہارا میک اپ صاف ہو چکا تھا۔ اور تمہارے پاس موجود ہر چیز ہمارے پاس پہنچ چکی تھی۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مسٹر موت کے فرشتے ..... " عمران نے بات کرنی چاہی۔

"میرا نام مائیکل ہے ــــ اور میں کیمپ کا اندرونی انچارج ہوں"۔ دوسری طرف سے فوراً جواب دیا گیا۔

"اچھا مسٹر سائیکل ــــ اوہ سوری کیمیکل ــــ ارے میری یادداشت کو کیا ہو گیا ہے۔ ارے ہاں یاد آگیا آجکل نہیں بلکہ....."

عمران نے کہا۔

"میرا نام مائیکل ہے اور میرا مذاق اڑانے کی کوشش نہ کرو۔ مجھے

مذاق نہیں آتا"ــــ مائیکل نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ــــ یاد آگیا مائیکل صاحب ــــ یہ تمہاری کیمیکل راہداری کیا چیز ہے۔ یہ تو مجھے کوئی چھلنی قسم کی چیز لگتی ہے"۔

عمران نے کہا۔

"یہ سائنسی حربے ہیں۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ کوئی اور بات کرو"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"اچھا ــــ باقی ٹیم کیسے پکڑی گئی ــــ چلو قصہ ضرور ہی سنا دو۔ یہ تو ضرور گولڈن جوبلی نمبر ہوگا"ــــ عمران نے کہا۔

"شاگل صاحب سے ہم نے تمہارے پکڑے جانے کی بات کی تو انہوں نے بتایا کہ تمہاری ٹیم کے باقی ممبروں کو جنہوں نے پہاڑیوں پر میزائل پھینکے تھے ان سب کو اس نے گرفتار کر لیا تھا لیکن وہ دھوکہ دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اس کے خیال کے مطابق یہ سب لازماً کیمپ کی طرف گئے ہوں گے۔

چنانچہ ان کی اطلاع پر ہم نے پہاڑیوں سے باہر خصوصی پکٹنگ کی اور پھر تم سب لوگ بڑے آرام سے محاصرے میں آگئے اور بے ہوش کر دینے والے ایک ہی شیل نے تم سب کو حقیر چوہوں میں بدل دیا۔ نتیجہ یہ کہ تم سب یہاں پہنچ گئے"۔ مائیکل نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"یہ مسٹر طاہر"ــــ عمران نے قریب بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــ اس کا نام طاہر ہے۔ یہ شاید تم سب میں سے زیادہ خطرناک آدمی ہے ــــ یہ بلیکی کے نمبر ٹو جانسن کے روپ میں یہاں

موجود تھا۔ بس اتفاق ہے اس نے نارمن پر حملہ کیا تو یہ میری رینج میں آ گیا" مائیکل نے جواب دیا اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

"مسٹر مائیکل ---- میں نے تمہارے اس اڈے کی بڑی تعریف سن رکھی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمیں مارنے سے پہلے کسی طرح اس اڈے کی سیر کرا دو" عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"سوری ---- میں احمق نہیں ہوں کہ اتنا بڑا رسک لوں۔ مسٹر شاگل اب پہنچنے ہی والے ہیں ---- ان کے بعد تم ہر چیز دیکھنے سے محروم ہو جاؤ گے۔" مائیکل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ---- چلو تم تو بہت بڑے سائنسدان ہو، ہمیں یہیں بیٹھے بیٹھے دکھا دو۔ یہاں تو تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ ---- اچھا۔ یہ بات ہے ...." اچانک دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی اور پھر جیسے کلک کی آواز کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ مائیکل نے کسی اور کے ساتھ بات کی ہے۔ لیکن ایسی کیا بات ہو سکتی ہے۔ یہ اسے سمجھ نہ آئی۔

"کیا ہم بس یہاں بیٹھے باتیں ہی کرتے رہیں گے۔" صفدر نے دوسری طرف خاموشی ہوتے ہی کہا۔

"نہیں ---- اٹھو، چلو پھرو ---- سیر سپاٹا کرو ---- ہاتھ پیر گرم کرو بھائی ---- میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا" ---- عمران نے جواب دیا اور صفدر کھڑا ہو گیا۔ وہ تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھا

اس نے دیوار کو ہاتھ لگا کر چیک کرنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے ایک زوردار چیخ مار کر وہ پشت کے بل فرش پر آ گرا۔ اس کا جسم بری طرح لرز رہا تھا۔

"کیا ہوا ---- کیا ہوا" ---- کیپٹن شکیل اور چوہان نے تیزی سے بڑھ کر اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"دیوار میں انتہائی طاقت ور کرنٹ دوڑ رہا ہے" صفدر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے دیوار کو ہاتھ لگاتے ہی اس میں سے کوکا کولا کی بوتل باہر نکل آتی۔"

عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اب عمران کے ساتھیوں کو صورت حال کی سنجیدگی کا احساس ہوا۔ وہ ایک ایسے ڈبے میں بند کر دیئے گئے تھے جہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ بظاہر نظر نہ آتا تھا۔ اور وہ مکمل طور پر دشمنوں کے کنٹرول میں آ گئے تھے۔

"عمران کچھ کرو ---- تم ایسی سچویشنوں میں معجزے دکھایا کرتے ہو۔" جولیا نے بڑے پیار بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"معجزے تو نبی دکھایا کرتے ہیں مس جولیا نافٹز واٹر ---- میں تو ایک حقیر سا آدمی ہوں ---- ویسے اس لہجے میں اگر تم تنویر سے بات کرتیں تو اب تک اس ڈبے سے باہر ہو چکے ہوتے۔"

عمران نے جواب دیا۔ اور سوائے تنویر کے سارے ساتھی اس کے اس فقرے پر بے اختیار ہنس پڑے۔

تنویر بے اختیار دانت کچکچانے لگا۔ مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اچانک ایک کھٹاک کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب چونک کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ چھت میں سے دو افراد کی ٹانگیں نیچے اترتی نظر آ رہی تھیں۔

یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی دو افراد کو آہستہ آہستہ نیچے دھکیل رہا ہو۔ ان کی ٹانگیں چھت میں پیدا ہونے والے سوراخ میں سے یوں نیچے اترتی آ رہی تھیں جیسے سوئیوں والی مشین پر دباؤ پڑنے سے سویاں آہستہ آہستہ نیچے اترتی چلی آتی ہیں۔

دو افراد کی چار ٹانگیں یوں چھت سے لٹکی ہوئی لہرا رہی تھیں جیسے وہ بے جان ہوں۔

اور وہ سب سانس روکے یہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہے تھے۔

لشٹھر سے باہر نکلتے ہی ناٹران نے کار ایک طرف روک دی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"اسے نیچے اتارو ـــــ میں ذرا اس سے پوچھ گچھ کر لوں"۔ ناٹران نے پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور فیصل جان نے سیٹوں کے درمیان بے ہوش پڑے ہوئے شاگل کو اٹھا کر باہر زمین پر پھینک دیا اور خود بھی نیچے اتر آیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ـــــ ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے شاگل کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بیک وقت بند کر دیئے۔ نتیجہ ظاہر ہے چند لمحوں بعد ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی۔

"اسے بازوؤں میں جکڑ کر کھڑے ہو جاؤ"

ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے اسے دونوں بازوؤں میں جکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اس نے اس کی بغلوں میں اپنے بازو

دے کر اسے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔

"گگ —— گگ —— کون ہو تم —— اور یہ کیا کر رہے ہو"
شاگل کی حیرت سے بھری ہوئی آواز سنائی دی —— وہ شاید اس صورت حال کو فوری طور پر سمجھ نہ سکا تھا۔

"کیا تم پہلی بار پہاڑیوں کی طرف جا رہے ہو یا پہلے بھی گئے ہو"
ناٹران نے پوری قوت سے شاگل کے چہرے پر تھپڑ مارتے ہوئے سوال کیا۔

تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ پٹاخے کی آواز اس سکوت میں دور تک پھیل گئی اور شاگل کی گردن ایک جھٹکے سے مڑ گئی۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اسی لمحے ناٹران نے دوسرا تھپڑ بھی جڑ دیا۔

"بتاؤ —— میرے سوال کا جواب دو" —— ناٹران نے یوں شاگل کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی جیسے اس پر دورہ پڑ گیا ہو۔

"پپ —— پپ —— پہلی بار" —— شاگل کے منہ سے نکلا
اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ گال پھٹ گئے تھے اور اندھیرے میں بھی اس کا چہرہ خاصا بھیانک لگ رہا تھا۔ اس کا جسم بری طرح تڑپ رہا تھا۔ وہ شاید اپنے آپ کو چھڑانے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔

لیکن فیصل جان کی گرفت اتنی سخت تھی کہ بس وہ تڑپ کر ہی رہ جاتا۔

"کیا نارمن یا مائیکل تم سے کبھی ملے ہیں" —— ناٹران نے اس کے زخمی چہرے پر ایک اور تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"گگ —— گگ —— کبھی نہیں —— مجھے مت مارو —— پلیز مت مارو —— جو تم پوچھو گے —— میں بتا دوں گا" شاگل نے رو پڑنے والے لہجے میں کہا۔ کیونکہ ناٹران تھپڑ پہلے مارتا تھا اور سوال بعد میں کرتا تھا۔ اور جتنے لمحے جواب کو دیر ہوتی اتنے تھپڑ شاگل کو کھانے پڑتے تھے۔

"تمہارا ساتھی امر سنگھ کبھی پہاڑیوں پر گیا ہو یا پہاڑیوں پر موجود کوئی آدمی امر سنگھ سے ملا ہو"۔ ناٹران نے پوچھا۔

"نہیں —— کبھی نہیں —— مگر تم دونوں کون ہو —— کیا تم عمران کے ساتھی ہو —— مگر اس کے ساتھی تو پکڑے جا چکے ہیں"
شاگل نے اس بار جواب دینے کے ساتھ ساتھ سوال بھی کر دیا کیونکہ اس بار ناٹران نے اسے تھپڑ نہیں مارا تھا۔

"صرف جواب دو —— سوال نہیں —— سمجھے —— ورنہ گردن توڑ دوں گا"
ناٹران نے غراتے ہوئے کہا اور شاگل خوف سے ہی لرزنے لگا۔

پھر اس سے پہلے کہ ناٹران کوئی اور سوال پوچھتا۔ اچانک ایک کار کی ہیڈ لائٹس دور سے چمکیں اور روشنی پڑتے ہی شاگل نے پوری قوت سے چیخ ماری۔ وہ شاید ان کار والوں کو متوجہ کرنا چاہتا تھا

ناٹران نے انتہائی بے دردی سے اس کی کنپٹی پر مکہ مارا اور دوسرے لمحے شاگل کی گردن ڈھلک گئی۔ اس کا جسم ساکت ہو گیا۔
لائٹ اب تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی۔

"جلدی کرو —— اسے جھاڑی میں پھینکو —— جلدی کرو یہ مر چکا ہے"۔ ناٹران نے کہا اور فیصل جان نے وہیں کھڑے کھڑے اسے نزدیک موجود بڑی سی جھاڑی میں اچھال دیا۔

آنے والی کار ابھی خاصے فاصلے پر تھی، لیکن وہ انتہائی تیز رفتاری سے قریب آتی جا رہی تھی۔ اور اب تو اس کے تیز سائرن کی آواز بھی گونجنے لگی تھی۔

شاگل کو جھاڑی میں اچھال کر ناٹران اور فیصل جان انتہائی برق رفتاری سے کار میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے ناٹران نے کار کو آگے بڑھا دیا۔ اس نے روشنیاں بند کر دی تھیں۔ اور وہ اسے اندھیرے میں ہی بھگاتا لئے چلا گیا۔

پیچھے آنے والی کار نے شاید شاگل کو جھاڑی میں گرتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ وہیں رک گئی تھی۔ اس نے ناٹران والی کار کا تعاقب نہ کیا تھا۔

"کہیں شاگل کی موت کی اطلاع وہ پہاڑیوں میں ہی نہ دے دیں"۔ فیصل جان نے کہا۔

"نہیں —— شاگل مر چکا ہے —— وہ کچھ نہیں بتا سکتا۔ اور کسی اور کو ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کا علم نہیں ہے اور نہ ہی شاگل اور مائیکل کی بات چیت کی تفصیلات کا علم ہے۔ اس لئے ہمیں کوئی خطرہ نہ ہے البتہ اگر شاگل زندہ رہتا تو پھر مسئلہ بن جاتا"۔

ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان نے مطمئن ہو کر سر ہلا دیا۔ وہ اب مطمئن ہو چکا تھا۔

ناٹران کار بھگاتا ہوا پہاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے لائٹیں جلا دیں کیونکہ اب وہ اتنے فاصلے پر پہنچ چکے تھے کہ انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار اس پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئی جس پر صرف جھاڑیاں تھیں اور کوئی درخت نہ تھا۔ شاگل کے ساتھ مائیکل نے ٹرانسمیٹر کال پر یہ جگہ منتخب کی تھی۔

کار رکتے ہی وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے سامنے ایک تیز لائٹ جل اٹھی۔ اور مشین گنوں سے مسلح پانچ افراد مختلف جھاڑیوں سے نکل کر ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

"آپریشن نائٹ" —— ناٹران نے شاگل کے لہجے میں کوڈ دہرانے کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"آپریشن کیمپ" —— سامنے کھڑے ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے جواب دیا۔

"اپنا نام بتایئے" —— اس نوجوان نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا نام شاگل ہے اور میں کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ اور یہ میرا اسسٹنٹ امر سنگھ ہے"۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے مسٹر شاگل —— اب آپ دونوں براہ مہربانی یہ اونی ٹوپیاں چہرے سے اٹھا لیں اور کوئی ہتھیار ہو تو ہمیں دے دیں"۔ اس نوجوان نے اس بار مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ناٹران اور فیصل جان نے اونی ٹوپیاں چہرے سے ہٹا کر انہیں سر پہ ہی موڑ لیا۔

"ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہیں" ناٹران نے جواب دیا۔

"اوکے ——— تشریف لائیے ——— باس آپ کے منتظر ہیں"

نوجوان نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے گھیرے میں لے کر پہاڑی پر چڑھتے چلے گئے۔ پہاڑیوں پر جگہ جگہ سیکورٹی گارڈ موجود تھے لیکن ان کے ساتھ کسی نے تعرض نہ کیا۔

وہ ٹارچوں کی روشنیوں میں سفر کرتے رہے۔ مختلف پہاڑیوں پر چڑھنے اور اترنے کے بعد وہ اس ڈھلان پر پہنچ گئے جہاں اڈے کا خفیہ دروازہ تھا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی خفیہ دروازہ کھلا اور انہیں لے آنے والے نوجوان نے ان دونوں کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں خفیہ راستے میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ جبکہ انہیں لے آنے والے باہر ہی رہ گئے۔

خفیہ راستہ کراس کرنے کے بعد وہ ایک میدان میں پہنچے جہاں رن وے تیار کیا جا رہا تھا۔ وہاں ایک آدمی انہیں ہمراہ لے کر کونے میں بنی ہوئی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میرا نام مائیکل ہے مسٹر شاگل ——— اور یہ نارمن ہیں"۔ عمارت کے ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوتے ہی اندر موجود ایک آدمی نے اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر دوسرا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا نام نارمن بتایا

گیا تھا۔ وہ بھی ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر مصافحہ کرنے کے بعد ناٹران نے ہی سوال کیا۔

"کہاں ہیں وہ لوگ" ——— ناٹران کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"ابھی آپ کو وہاں لے چلتے ہیں ——— ہم تو آپ کے منتظر تھے" مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— میں تنویر کو قتل کرنے کے لئے بے چین ہوں"

ناٹران بڑی خوبی سے شاگل کا کردار ادا کر رہا تھا۔

"آپ کو پورا پورا موقع دیا جائے گا مسٹر شاگل" اس بار نارمن نے کہا۔

"آئیے میرے ساتھ" ——— مائیکل نے کہا۔ اور پھر وہ ان دونوں کے آگے چلتا ہوا اس کمرے کا اندرونی دروازہ پار کر کے ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔

اس کمرے میں فرش کے اوپر دو بڑی بڑی کرسیاں موجود تھیں جو مکمل طور پر لوہے کی بنی ہوئی تھیں۔

"ان کرسیوں پر تشریف رکھیں۔ میں سامنے کی سکرین کھولتا ہوں۔ تاکہ آپ ان لوگوں کو دیکھ سکیں اور پھر خود ہی اس تنویر کی نشاندہی کر دیں تاکہ میں اسے باہر لا کر آپ کے سامنے پیش کر دوں اور آپ اپنا انتقام پورا کر لیں"۔ مائیکل نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ خود سامنے والی دیوار میں نصب ایک مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جس کے اوپر بڑی سی سکرین موجود تھی۔

ناٹران اور فیصل جان ان کرسیوں پر بیٹھ گئے اور سکرین کی طرف

دیکھنے لگے۔ ناٹران سوچ رہا تھا کہ اپنے ساتھیوں کی جگہ کا پتہ چلتے ہی وہ مائیکل اور نارمن پر حملہ کر کے ان پر قابو پالیں گے۔ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ عمارت کے اندر یہی دو افراد ہیں۔ اس لئے انہیں قابو کرتے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔

" دیکھئے مسٹر شاگل اور امر سنگھ ——— غور سے دیکھئے " مائیکل نے مشین کے قریب رکھے ہوئے سٹول پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے مشین کے ایک بٹن کو دبا دیا۔ مگر اس بٹن کے دبنے سے سکرین روشن نہ ہوئی۔

" سکرین تو روشن نہیں ہوئی مسٹر مائیکل " شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" اس کے روشن ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ابھی تم دونوں بغیر سکرین کے اپنے ساتھیوں کو دیکھ سکو گے۔ " مائیکل نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب " ——— ناٹران اور فیصل جان نے چونک کر کرسیوں سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئے کیونکہ ان کے جسم کرسیوں سے ایسے چمٹ گئے تھے کہ وہ حرکت نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے کرسیوں کے بازوؤں پر بھی دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ اس لئے ہاتھ بھی چمٹ گئے تھے۔

" یہ آپ کیا کر رہے ہیں ——— آپ جانتے ہیں کہ میں .... "
ناٹران نے شاگل کے انداز میں غصیلے لہجے میں کہا لیکن مائیکل نے اس کا فقرہ درمیان سے کاٹ دیا۔

" میں جانتا ہوں کہ نہ تم اصلی شاگل ہو اور نہ یہ امر سنگھ ہے۔ تم دونوں عمران کے ساتھی ہو۔ " مائیکل نے زہرخند لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے نارمن بھی اندر داخل ہوا۔

" آ گئے قابو " ——— نارمن نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

" تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر مائیکل " ——— ناٹران نے ایک بار پھر بات جمانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے مسٹر ——— تم دونوں نے مسٹر شاگل کو اغوا کیا اور پھر ان پر تشدد کر کے ان سے سارے کوڈ پوچھے پھر تمہاری طرف بڑھنے والی پولیس کار کی لائٹ دیکھ کر تم نے اپنے طور پر مسٹر شاگل کو ہلاک کر کے جھاڑی میں ڈال دیا۔ لیکن تمہاری بدقسمتی کہ مسٹر شاگل بے ہوش ہوئے تھے ہلاک نہ ہوئے تھے۔

پولیس افسران نے انہیں ہوش دلایا۔ وہ خاصے زخمی تھے لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ تم لوگ اب پہاڑیوں کی طرف ہی جاؤ گے۔ اس لئے انہوں نے پولیس کار میں نصب ٹرانسمیٹر سے ہی ہمیں کال کر کے تمام صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ تم اس وقت اڈے کے بیرونی دروازے پر پہنچ چکے تھے چنانچہ ہم چوکنا ہو گئے اور نتیجہ میں اب تم دونوں ان کرسیوں سے چمٹے ہوئے ہو۔ "
مائیکل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— یہ سازش ہے ——— میں اصلی شاگل ہوں۔ میرے خیال میں عمران کے ساتھیوں نے شاگل بن کر تم تک یہ کہانی پہنچائی ہے تاکہ تم ہمیں ہلاک کر دو۔ " ناٹران نے دوسرا پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"اچھا آپ بتائیے کہ کرنل ڈیوڈ نے آپ کو کس وقت کال کی تھی"۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"دوپہر کے وقت"۔ ناٹران نے اندازے سے جواب دیا۔

"خواہ مخواہ کے اندازے نہ لگایا کرو ——— انہوں نے ہمارے سامنے کال کی تھی اور اس وقت صبح کا وقت تھا ——— شاگل صاحب سے بھی میں نے یہی سوال کیا تھا اور انہوں نے درست جواب دیا تھا"۔ مائیکل نے چیختے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"خواہ مخواہ وقت ضائع نہ کرو مائیکل ——— انہیں گولی مار دو اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دو"۔ نارمن نے کہا۔

"دیکھو ——— تم لوگ پچھتاؤ گے ——— ہماری موت تمہاری بھی موت ثابت ہو گی۔ تم ایسا کرو ——— اس شاگل کو بھی بلا لو۔ آمنے سامنے آنے کے بعد تمہیں خود پتہ چل جائے گا کہ اصلی کون ہے اور نقلی کون"۔ ناٹران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم پچھتا لیں گے ——— تم چلو اپنے ساتھیوں کے پاس"۔ مائیکل نے جواب دیا اور پھر مشین کے کونے میں لگے ہوئے ایک ہینڈل کو پکڑ کر زور سے نیچے کی طرف گھما دیا۔

دوسرے لمحے ناٹران اور فیصل کے جسموں کو جھٹکے لگنے لگے۔ اور وہ یکلخت نیچے ہو گئے۔ ان کے پیروں والی جگہ غائب ہو گئی اور ان کے پیر اس خلا میں لٹکنے لگے۔

جھٹکے کی وجہ یہ تھی کہ کرسیوں کے پائے اندر کو سمٹ گئے تھے۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ مزید جھکتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں

کی ٹانگیں نیچے ہوتی چلی گئیں۔ کرسیوں کے پائے آہستہ آہستہ اندر سمٹتے چلے جا رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کی ٹانگیں بھی فرش کے نیچے خلا میں لٹکتی چلی جا رہی تھیں۔

اسی لمحے مائیکل نے مشین کا ایک اور بٹن دبایا اور اس بٹن کے دبتے ہی مشین کے اوپر نصب سکرین روشن ہو گئی۔ اور سکرین پر عمران اور اس کے ساتھی کھڑے نظر آئے۔ وہ سب اوپر کی طرف دیکھ رہے تھے اور ان کے چہروں پر حیرت تھی۔

ناٹران اور فیصل جان بھی سکرین پر ان سب کو دیکھ رہے تھے لیکن ان کے جسم آہستہ آہستہ نیچے جا رہے تھے۔

اور پھر جب پوری ٹانگیں فرش میں بننے والے خلا میں پہنچ گئیں تو اچانک کرسی کی سیٹیں ان کے نیچے سے غائب ہو گئیں اور ساتھ ہی ان کے ہاتھ بھی آزاد ہو گئے۔ اور وہ دونوں ایک جھٹکے سے فرش کے بڑے سوراخ میں سے ہو کر نیچے گہرائی میں گرتے چلے گئے۔

عمران اور اس کے ساتھی چھت سے لٹکتی ہوئی اور آہستہ آہستہ نیچے آتی ہوئی دو افراد کی ٹانگوں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اور پھر اچانک دو جسم ایک دھماکے سے نیچے گرے۔ سوراخوں کے نیچے کھڑے ہوئے افراد تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے۔ اور اوپر سے گرنے والے دھماکے سے نیچے فرش پر آگرے۔ ان دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔

"ارے ـــــ تم بھی پہنچ گئے۔"

عمران کے لبوں سے حیرت بھری آواز نکلی۔ کیونکہ نیچے گرنے کے بعد وہ ناٹران اور فیصل جان کو پہچان گیا تھا۔

وہ دونوں نیچے گرنے کے بعد کراہتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ چونکہ چھت کی بلندی کچھ زیادہ نہ تھی اس لئے ان کی ہڈیاں ٹوٹنے سے محفوظ رہیں لیکن ظاہر ہے چوٹیں تو آئی تھیں۔

پھر صفدر اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر انہیں سہارا دیا۔ اور وہ اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ناٹران کے چہرے پر ندامت کے آثار تھے۔

"بس معمولی سی کوتاہی ہو گئی عمران صاحب ـــــ ورنہ ہم نے پالا مار لیا تھا ـــــ ہم نے سمجھا کہ ہم نے شاگل کو مار ڈالا ہے لیکن وہ کم بخت زندہ بچ گیا" ـــــ ناٹران نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں ساری کہانی سنا دی۔

چھت کے سوراخ برابر ہو چکے تھے۔ عمران جانتا تھا کہ مائیکل اور اس کے ساتھی ساری گفتگو سن رہے ہوں گے لیکن اس نے انہیں روکنے کی کوشش نہ کی۔ کیونکہ اب کچھ چھپانا فضول تھا۔

"کوئی بات نہیں ـــــ جب بھی سونا بنانے کی کوشش کی جائے تو ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تم لوگ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ـــــ تم سب انتہائی خطرناک ہو ـــــ اگر واقعی شاگل ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا تو ہم انہیں شاگل اور امر سنگھ ہی سمجھتے رہتے اور ساری گڑبڑ ہو جاتی۔"

اچانک کمرے میں مائیکل کی آواز سنائی دی اور ناٹران اور فیصل جان حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

"تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے کہ تم ہمیں مارنے سے پہلے اندر آؤ گے تاکہ میں خدائی دعویٰ کرنے والوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ اس وقت بات اور تھی ـــــ اب مجھے احساس ہو گیا

ہے کہ تم میری توقع سے کہیں زیادہ خطرناک ہو اس لئے بس اب تمہاری چھٹی" ۔۔۔۔ مائیکل کی آواز سنائی دی۔

"ارے ۔۔۔ ارے ۔۔۔ رک جاؤ ۔۔۔ سنو ۔۔۔ میری بات سن لو" عمران نے پہلی بار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے" ۔۔۔ مائیکل نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ہمیں کس طرح مارو گے ۔۔۔ دیکھو مرنا تو بہرحال تمہارے مطابق ہم نے ہے ہی ۔۔۔ لیکن کم از کم ہمیں اتنا تو بتا دو کہ ہماری موت کیسے ہو گی" عمران نے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ چلو سن لو ۔۔۔ میں مشین کا ایک بٹن دباؤں گا اور تمہارے کمرے میں زہریلی گیس بھرنی شروع ہو جائے گی۔ یہ گیس اتنی زہریلی ہو گی کہ تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد تمہاری لاشیں گلنا شروع ہو جائیں گی۔ اور تمہارے جسم مائع بن کر فرش پر بہتے ہوئے ایک گٹر میں پہنچ جائیں گے اور بس"۔ مائیکل نے بڑے مزے لے لے کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم کرنل ڈیوڈ کو کیسے یقین دلاؤ گے کہ واقعی تم نے ہمیں ہلاک کر دیا ہے۔ کرنل ڈیوڈ زندگی بھر میری موت کا یقین نہیں کرے گا۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے"۔

عمران نے جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اپنی موت کی بجائے کسی اہم فلسفے پر بات چیت کر رہا ہو۔

"ہاں ۔۔۔ اچھا ہوا تم نے مجھے یاد دلا دیا۔ واقعی کرنل کو تمہاری

لاشیں بھی تو دکھانی ہیں ۔۔۔ ٹھیک ہے میں گیس پریشر اتنا رکھوں گا کہ بس تم یقینی طور پر ہلاک ہو جاؤ اور تمہاری لاشیں محفوظ رہیں۔ جب کرنل ڈیوڈ کی تسلی ہو جائے گی تو دوبارہ زیادہ گیس پریشر چھوڑ دوں گا اور اس کے بعد وہی ہو گا جو میں پہلے بتا چکا ہوں"۔

مائیکل نے فوراً ہی اپنے پروگرام میں تبدیلی کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ۔۔۔ بہت شکریہ ۔۔۔ چلو کچھ دیر تو ہماری لاشیں محفوظ رہیں گی۔ ہو سکتا ہے کرنل ڈیوڈ کو رحم آ جائے اور وہ ہماری لاشوں کے کفن دفن کا انتظام کر دے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے کھڑے ہوئے کیپٹن شکیل کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ سانس روک لئے جائیں۔ اور مرنے کی ایکٹنگ کی جائے۔

کیپٹن شکیل نے سرگوشی میں یہ بات دوسروں تک پہنچا دی

"سن لو مائیکل ۔۔۔ آخری بات سن لو ۔۔۔ تم چاہے کچھ کر لو ۔۔۔ تمہارا یہ اڈہ بہرحال تباہ ہو گا۔ کیونکہ تم اس اڈے سے پاکیشیا کے خلاف سازش کر رہے ہو اور پاکیشیا کے خلاف سازش ہماری لاشوں کی موجودگی میں بھی نہیں پنپ سکتی"۔ عمران کا لہجہ انتہائی سرد تھا۔

عمران نے یہ بات اس لئے کی تھی تاکہ سرگوشی میں کی گئی بات تمام ممبروں تک پہنچ سکے۔

ابھی چند لمحوں بعد پتہ چل جائے گا کہ کیا درست ہے اور کیا غلط

مائیکل نے جواب دیا اور اس کے بعد ہلکی سی کلک کے ساتھ خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران سمجھ گیا کہ اب یہ گیس چھوڑی جائے گی۔ اس گیس سے بچنے کے لئے بس ایک ہی طریقہ ان کے پاس تھا کہ وہ سانس روک لیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔ البتہ اسے تشویش اس بات پر تھی کہ اسے خود تو کافی دیر تک سانس روکنے کی مشق ہے لیکن باقی ساتھی شاید زیادہ دیر تک ایسا نہ کر سکیں۔ لیکن ظاہر ہے اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ سرگوشیاں مکمل ہو چکی تھیں۔

اچانک دودھیا رنگ کی روشنی مدھم ہونے لگی اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر سانس روکنے کا اشارہ کیا۔ اور دوسرے لمحے عمران لڑکھڑا کر نیچے گرا۔ اور اس کے بعد تو جیسے گرنے والوں کی قطار لگ گئی۔

وہ سب باری باری گرتے چلے جا رہے تھے اور چند لمحوں بعد وہ سب الٹے سیدھے انداز میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے سانس روک لئے تھے۔

روشنی بالکل مدھم ہو گئی تھی اور اب کمرے میں سرخ رنگ کی گیس تیرتی پھر رہی تھی۔ چند لمحوں بعد روشنی دوبارہ تیز ہوتی چلی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی گیس بھی غائب ہوتی چلی گئی۔

جب روشنی واپس اپنی اصلی چمک میں آئی تو عمران نے رسک لیتے ہوئے آہستہ سے سانس لیا۔ وہ گیس کی موجودگی چیک کرنا چاہتا تھا۔ سانس لیتے ہی اسے احساس ہو گیا کہ اس کا داؤ کامیاب ہو گیا ہے۔ گیس کی موجودگی کا اسے کوئی احساس نہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی اس کی بو موجود تھی۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ چونکہ وہ

سائیڈ پر پڑا ہوا تھا اور اس نے منہ کو ترچھا کر کے زمین کی طرف رکھا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ اس کا سانس چیک نہ کیا جائے گا۔

"سانس لے لو"۔۔۔۔ عمران نے بڑی آہستہ آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اسے ہلکے ہلکے سانسوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"کیا یہ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں"۔۔۔۔ اچانک نارمن کی آواز کمرے میں گونجی۔

"بالکل۔۔۔۔ یہ گیس ایک لمحے میں ختم کر دیتی ہے"۔ مائیکل کا جواب سنائی دیا۔

"کیوں نہ انہیں چیک کر لیا جائے ایسا نہ ہو کہ کسی نے سانس روک لیا ہو"۔۔۔۔ نارمن نے کہا۔

وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ لیکن شاید فیڈر کھلا ہونے کی وجہ سے ان کی آوازیں کمرے میں بھی گونج رہی تھیں۔

"میرے خیال میں تو ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ کیونکہ گیس ایک منٹ سے زیادہ عرصے تک کمرے میں رہی ہے۔ بہرحال پھر بھی تسلی ہو جانے تو اچھا ہے"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"انہیں بجلی کا شاک لگاؤ، اس طرح پتہ چل جائے گا۔" نارمن نے کہا۔

"یہ فرش پر پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں شاک نہیں لگایا جا سکتا۔ شاک کا سسٹم دیواروں تک ہی محدود ہے"۔ مائیکل کی آواز سنائی دی۔

"تو پھر کس طرح چیک کیا جا سکتا ہے انہیں" ——— نارمن نے کہا۔

"دو طریقے ہیں ——— ایک تو یہ کہ ہم خود اندر جائیں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم چھت سے کسی چھڑی کے ذریعے ان کو ہلا جلا کر چیک کریں" ——— مائیکل نے جواب دیا۔

"چھڑی والا طریقہ ٹھیک ہے ——— مجھے اب بھی شک ہے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ ہوا تو مسئلہ بن جائے گا" نارمن نے کہا

"تم ان لاشوں سے بھی خوفزدہ ہو نارمن ——— میں تو تمہیں اتنا بزدل نہیں سمجھتا تھا" مائیکل کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

"تم صرف انجینئر اور سائنسدان ہو مائیکل ——— جبکہ میں سیکرٹ ایجنٹ ہوں ——— مجھے معلوم ہے کہ سچویشن کس طرح بدل جاتی ہے۔ سیکرٹ ایجنٹ کی مٹی کسی اور ہی سیارے کی ہوتی ہے۔ وہ اس طرح آسانی سے نہیں مرا کرتے جس طرح آسانی سے عام آدمی مر جاتے ہیں" نارمن نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ تلخ ہو رہے ہو ——— اس بات کو پلے باندھ لو کہ یہ لوگ مر چکے ہیں ——— انتہائی زہریلی گیس سے بچ نکلنا ناممکن ہے۔" مائیکل نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا مسئلہ ہے ——— اگر تمہیں یقین ہے تو پھر ٹھیک ہے انہیں یہیں پڑا رہنے دو۔ اگر ان میں سے کوئی زندہ بچ بھی گئے تو یہاں سے نکل نہ سکیں گے ——— صبح جب باس آئے گا تو اس وقت دیکھ لیا جائے گا۔" نارمن نے کہا۔

"تمہیں اب بھی یقین نہیں ہے۔ اگر تم انہیں مارتے تو یقین کے

لئے کیسے مارتے" ——— مائیکل نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"میں ایک ایک آدمی کے سینے میں مشین گن کا پورا برسٹ اتار دیتا" نارمن نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ واقعی ——— تم نے اپنی ذہنی سطح کے مطابق ہی سوچا ہے۔ بہرحال فکر نہ کرو ——— یہ لوگ واقعی مر چکے ہیں" مائیکل نے کہا۔

"اوکے ——— پھر مجھے اجازت ——— میں اپنے آدمیوں کے پاس جا رہا ہوں" ——— نارمن کی آواز سنائی دی۔

"اوکے ——— صبح چیف باس کے آنے پر ملاقات ہو گی" ——— مائیکل نے کہا۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

"ارے ——— یہ فیڈر کھلا ہوا ہے ——— باس صبح آئے، میں اس سے بات کروں گا ——— اس قدر بزدل لوگ بھی جی پی فائیو میں موجود ہیں جو لاشوں کے پاس جاتے ہوئے ڈرتے ہیں"

مائیکل کی بڑبڑاہٹ سنائی دی اور اس کے بعد کلک کلک کی دو تین آوازیں ابھریں۔ ایک جھماکا سا ہوا اور دوسرے لمحے دودھیا روشنی کی بجائے عام روشنی پھیلتی چلی گئی۔

عام روشنی کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ سکرین پہ کیا جانے والا سسٹم آف کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ فوراً ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے اٹھتے ہی باقی افراد بھی اٹھ بیٹھے۔ البتہ جولیا اور نعمانی اسی طرح پڑے رہ گئے اور جولیا اور نعمانی کو اس طرح پڑے دیکھ کر سب کا دل دھک سے رہ گیا۔

وہ سب تیزی سے ان دونوں کی طرف لپکے۔ کیونکہ ان دونوں

کے نہ اٹھنے کا ایک ہی مطلب ہو سکتا تھا کہ زہریلی گیس انہیں چاٹ گئی ہے ——

شاگل کے پورے چہرے پر چھوٹے چھوٹے پلاسٹر لگے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں غصے اور ندامت سے سرخ ہو گئی تھیں۔

پولیس نے اسے جھاڑیوں سے برآمد کرنے کے بعد ہوش دلایا تھا تو اس نے اسی وقت پولیس گاڑی میں نصب ٹرانسمیٹر کی مدد سے نارمن اور مائیکل کو اس ساری واردات کی اطلاع دے دی تھی تاکہ وہ دھوکا نہ کھا جائیں اور خود وہ پولیس گاڑی میں سیدھا ہسپتال پہنچ گیا۔

ہسپتال میں اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی گئی۔ اور اس کے بعد پولیس کار اسے واپس اس کے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر چھوڑ گئی اور اب شاگل اپنے آدمیوں پر بری طرح چیخ رہا تھا کہ مجرم کس طرح دیدہ دلیری سے نہ صرف ہیڈ کوارٹر میں گھس آئے بلکہ اسے بھی اغوا کر کے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد اس نے حکم دے دیا چاہے کتنی ہی سردی کیوں نہ ہو، اونی ٹوپیاں منہ پر نہ اوڑھی جائیں۔ تاکہ فوری طور پر شناخت ہو

سکے

یہ ہدایات دینے اور چیخنے چلانے کے بعد جب اس نے اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دیا تو وہ سیدھا آپریشن روم میں پہنچا اور اس نے مائیکل کو کال کیا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق رپورٹ پوچھی۔

”آپ بے فکر رہیں مسٹر شاگل —— ابھی چند منٹ پہلے زہریلی گیس کی مدد سے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اب وہ کافرستان یا ہمارے کیمپ کے لئے کسی طرح خطرہ نہیں بن سکتے اوور“ —— مائیکل نے کہا۔ اور شاگل کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔

”کیا کہہ رہے ہیں آپ —— کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اوور“

شاگل کا لہجہ ایسا تھا جیسے اسے اس اطلاع پر یقین نہ آیا ہو۔

”مجھے حیرت ہے کہ آخر آپ کو میری بات پر یقین کیوں نہیں آ رہا۔ میں نے خود انہیں انتہائی زہریلی گیس کی مدد سے ہلاک کر دیا ہے اور اب ان کی لاشیں میرے پاس بطور ثبوت موجود ہیں —— اوور“۔ مائیکل نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا میں ان کی لاشیں دیکھ سکتا ہوں —— اوور“۔ شاگل نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”سوری مسٹر شاگل —— اس وقت ہم نے آپ کی بات مان لی اور ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار ہونے سے بچ گئے تھے

اور دوسری بات یہ کہ سارے دن کی بھاگ دوڑ کے بعد اب میں آرام کرنے کے لئے اپنے بیڈ روم میں آیا ہوں۔ اس وقت بیڈ روم کے ٹرانسمیٹر سے آپ سے بات چیت کر رہا ہوں۔ اس وقت تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ صبح کو چیف باس آ رہے ہیں ——— ان کے آنے پر اور ان سے اجازت لے کر آپ کو بلوا لیں گے ——— اوور "
مائیکل نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" دیکھئے مسٹر مائیکل ——— آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں۔ آپ نے جتنی آسانی سے یہ کہہ دیا ہے کہ وہ مر گئے ہیں۔ اتنی آسانی سے یہ لوگ نہیں مر سکتے۔ یہ دنیا کے عیار ترین لوگ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ انہیں مردہ سمجھ کر اطمینان سے سوئے رہیں اور یہ صبح تک اڈے کو تباہ کر کے اپنے ملک بھی واپس جا رہے ہوں۔ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے چیک کرنے دیں " اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے ——— اوور " شاگل نے کہا۔
" سوری جناب ——— یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے۔ ہم اس سے بہتر طور پر نپٹنا جانتے ہیں ——— آپ فکر بھی نہ کریں اور پریشان بھی نہ ہوں " دوسری طرف سے مائیکل نے سپاٹ اور سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
" یہ مائیکل احمق ہے۔ اگر عمران اس قدر آسانی سے مر سکتا ہوتا تو اب تک ہزار بار مر چکا ہوتا۔ یہ پورے اڈے کو تباہ کرائے گا " شاگل نے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا وہ بار بار اپنی مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر پہاڑیوں پر پہنچ جائے

اور اپنی آنکھوں سے صورت حال کو چیک کرے۔ لیکن وہ اعلیٰ حکام سے ملنے والی سخت ہدایات کی بنا پر مجبور تھا کیونکہ اسے یہ واضح طور پر حکم دیا گیا تھا کہ ان پہاڑیوں پر اسرائیلی حکام کی اجازت کے بغیر کافرستان کا کوئی شخص نہیں جا سکتا تھا۔
لیکن اس نے جب سے یہ سنا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس کے بعد اس کا ایک ایک لمحہ انتہائی بے چینی کے عالم میں گزر رہا تھا۔ وہ ہر حالت میں اس کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر اسے ایک خیال آیا اور اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کی مختلف نابیں گھمانا شروع کر دیں۔
وہ کرنل ڈیوڈ کی اسرائیلی فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ کرنل ڈیوڈ سے براہ راست بات کرے۔
" یس ——— جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر ——— اوور " ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت آواز سنائی دی۔
" چیف آف سیکرٹ سروس کافرستان شاگل ——— فرام کافرستان سپیکنگ ——— کرنل ڈیوڈ سے بات کرائیں ——— اوور "
شاگل نے لہجے کو انتہائی باوقار بناتے ہوئے کہا۔
" چیف باس آرام کرنے کے لئے اپنی خواب گاہ میں جا چکے ہیں ' اوور " ——— دوسری طرف سے تذبذب آمیز لہجے میں جواب دیا۔
" اٹ از ایمرجنسی ——— فوراً رابطہ قائم کراؤ ——— ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ——— اوور " ——— شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔
" او کے سر ——— اوور " ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل

خاموش ہو کر ٹرانسمیٹر کے بلب کو دیکھنے لگا۔

"یس ——— کرنل ڈیوڈ فرام دِس اینڈ اوور" ——— چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی سنجیدہ آواز سنائی دی

"کرنل ——— میں شاگل بول رہا ہوں ——— یہاں کیمپ پر آپ کے آدمیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو قید کر لیا۔ اور اب آپ کا آدمی مائیکل کہہ رہا کہ اس نے ان سب کو زہریلی گیس کی مدد سے ہلاک کر دیا ہے لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا ——— اوور" شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— مگر مسٹر شاگل آپ کو یقین کیوں نہیں آ رہا۔ ابھی مائیکل نے مجھے اطلاع دی ہے ——— مائیکل ایسا آدمی ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا ——— اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل ——— آپ تو عمران کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا ——— اور اگر وہ مر گیا ہے تو یہ مسٹر مائیکل کا بہت بڑا کارنامہ ہے ——— میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ میں خود اپنی آنکھوں سے اس کی لاشیں دیکھ لوں ——— اوور" ——— شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں صبح کو وہاں پہنچ رہا ہوں ——— میں آپکو ساتھ لیتا جاؤں گا ——— اور پھر ہم مل کر چیک کر لیں گے۔ اوور" کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"لیکن کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ میں ابھی جا کر چیک کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ صبح تک حالات ہی بدل چکے ہوں ——— اوور" شاگل نے کہا۔

"آپ خواہ مخواہ وہم میں نہ پڑیں مسٹر شاگل ——— مائیکل نے جب کہہ دیا ہے کہ وہ مر چکے ہیں تو پھر سمجھ لیں کہ وہ واقعی مر چکے ہیں۔ ویسے مجھے مائیکل نے بتایا ہے کہ وہ لوگ مرنے سے پہلے ایسے تہہ خانے میں بند ہیں جہاں سے ان کی روح بھی بغیر اجازت باہر نہیں جا سکتی اور اب ان کی لاشیں اسی قید خانے میں پڑی ہوئی ہیں ——— بفرض محال اگر وہ زندہ بھی ہیں تب بھی فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ وہاں سے باہر نہیں نکل سکتے ——— صبح اگر وہ زندہ ہوئے تو میں آپ کو اجازت دے دوں گا کہ آپ خود اپنے ہاتھوں سے انہیں اپنی مرضی سے ہلاک کر دیں۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— جیسے آپ کی مرضی ——— گڈ بائی" شاگل نے قدرے مایوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈونٹ وری مسٹر شاگل ——— گڈ بائی اینڈ اوور اینڈ آل"۔ کرنل ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل نے ڈھیلے ہاتھوں سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا۔ وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا ——— اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ معاملہ اتنا آسان نہیں جتنا یہ لوگ سمجھ رہے ہیں۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے لیکن اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالی اور دوسرے لمحے اسے ایک خیال آیا کہ وہ پہاڑیوں میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن پہاڑیوں کے باہر اپنے آدمی تو پھیلا سکتا ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی ہلاک نہیں ہوئے اور اگر وہ کیمپ تباہ بھی کر دیں تب بھی وہ اپنے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور رکھیں گے اور کیمپ کو اڑانے سے پہلے وہ پہاڑیوں سے

باہر نکلنے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر اس کے آدمی مستعد ہوں تو وہ انہیں آسانی سے پکڑ سکتے ہیں۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ اور اسرائیل کو بھی پتہ چل جائے گا کہ کافرستانی سیکرٹ سروس، جی پی فائیو سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

یہ خیال آتے ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس ـــــــ" آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"امر سنگھ ـــــــ اس وقت ہمارے پاس کتنے آدمی ہیں" شاگل نے آنے والے سے پوچھا۔

"تقریباً اٹھاسی کارکن موجود ہیں جناب" ـــــــ امر سنگھ نے جواب دیا۔

"اچھا ـــــــ تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو لے کر پہاڑیوں کو گھیر لو۔ تمہارے پاس گاڑیاں اور اسلحہ ہونا چاہیے۔ تم نے کسی طرح بھی پہاڑیوں میں مداخلت نہیں کرنی۔ لیکن اگر کوئی پہاڑیوں سے نکل کر باہر آئے تو اسے گرفتار کر لینا۔ راگ پور کے پولیس چیف سے بات کرتا ہوں کہ وہ پولیس کی امداد مہیا کر دے۔ اس طرح ہم زیادہ آسانی سے پہاڑیوں کی نگرانی کر سکیں گے" ـــــــ شاگل نے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــــ امر سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ شاگل نے میز پر رکھا ہوا ٹیلیفون سنبھالا اور رسیور اٹھا کر چیف آف پولیس کے نمبر گھمانے لگا۔

جولیا اور نعمانی کے پاس پہنچنے والوں میں سب سے آگے عمران تھا۔ اس نے تیزی سے ایک ہاتھ سے جولیا کی نبض تھام لی جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے قریب پڑے ہوئے نعمانی کی نبض تھام لی۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ جولیا اور نعمانی کی نبض ابھی پوری طرح ڈوبی نہ تھی لیکن ان دونوں کی حالت انتہائی خراب تھی۔ اور اگر انہیں فوری طبی امداد نہ ملی تو ان کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ تھا لیکن اس وقت اس جگہ پر انہیں فوری طبی امداد مہیا کرنا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔

لیکن عمران بھلا انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے تیزی سے جولیا کے دونوں جبڑے ایک ہاتھ سے پکڑ کر بھینچے۔ ایک طرف اس نے انگوٹھے کا دباؤ ڈالا تھا جبکہ دوسری طرف اس کی انگلیوں کا دباؤ تھا۔ اور اس کی ہتھیلی جولیا کی ٹھوڑی پر تھی۔ اس

دباؤ کے نتیجے میں جولیا کا بھنچا ہوا منہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور عمران نے اپنی دو درمیانی انگلیاں جولیا کے حلق میں زور سے ڈالیں اور انہیں تیز سے ادھر ادھر چلانے لگا۔

دوسرے لمحے اس نے حلق کے اندر لٹکے ہوئے کوے کو انگلیو کی مدد سے زور سے جھٹکا دیا اور پھر نہ صرف انگلیاں باہر نکال لیں بلکہ ہا بھی جولیا کے منہ سے ہٹا لیا۔

اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے یہی عمل نعمانی کے ساتھ بھی دہ اور ایک طویل سانس لے کر ہٹ گیا۔

عمران کے اس عمل کا نتیجہ چند لمحوں بعد سامنے آنے لگا۔ عمرا جولیا اور نعمانی کے حلق کے اندر ارتعاش پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا اس طرح معدے کے اندر تحریک پیدا ہوئی اور جولیا اور نعمانی دونوں کا انتہائی تیزی سے پھولا اور پچکا اور پھر زرد رنگ کا مادہ تیزی سے ان کے منہ سے باہر گرنے لگا۔

اس مادے کے باہر نکلتے ہی عمران نے باری باری ان دونوں نتھنوں میں چھوٹی انگلی ڈال کر تیزی سے گھمایا اور پھر ہاتھ باہر کھینچ لیا۔ لمحوں بعد ان دونوں کے نتھنے تیزی سے پھولنے اور پچکنے لگے۔

اور پھر زوردار چھینکوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ یہ چھینکیں جولیا اور نعما کی تھیں۔ اس طرح دماغ پر چھائے ہوئے گیس کے اثرات کم پڑ گئے اور معدے میں شامل گیس کے اثرات زرد رنگ کے مادے کے نکلنے کی وجہ سے معدے میں سے بھی گیس کے اثرات باہر آ گئے۔ ا دوسری چھینک کے بعد جولیا اور نعمانی دونوں نے آنکھیں کھول دیں

ان کی آنکھوں میں زندگی کی چمک ابھر آئی تھی۔ اور عمران نے ان دونوں کی نبض ایک بار پھر چیک کی اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے اطمینان کی طویل سانس نکل گئی۔

"اب یہ دونوں خطرے سے باہر ہو چکے ہیں" ——— عمران نے نتیجے کا اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ——— آپ واقعی جادوگر ہیں۔ آپ نے اس قدر زہریلی گیس کا عجیب و غریب علاج کیا ہے" ——— صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ طریقہ علاج ہماری ریاست ڈھمپ کا خصوصی علاج ہے۔ انگلی ڈال کر مرض نکال لو اور بس۔ یہاں تو خواہ مخواہ اتنے ہسپتال اور میڈیکل کالج حکومت نے کھول رکھے ہیں" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور سب افراد ہنس پڑے۔

"اگر کسی کی آنکھ خراب ہو تو پھر آپ کی انگلی والا علاج کیسے ہو سکتا ہے" تنویر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ جولیا کے بچ جانے پر اس کا موڈ خود بخود خوشگوار ہو گیا تھا۔

"ارے ——— یہ ہماری ریاست کا طبی راز ہے ——— ویسے اگر کبھی تمہاری آنکھ خراب ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ یقین رکھو پھر کبھی آنکھ خراب ہونے کی گستاخی نہ کرے گی" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گستاخی کیسے کرے گی۔ وہ بیچاری تو شہید ہو چکی ہو گی" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

جولیا اور نعمانی اب اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ باقی ساتھیوں نے انہیں

کھڑا کر دیا تھا اور اب ان کی حالت خاصی سنبھلی ہوئی لگ رہی تھی۔ باقی ساتھی بھی تر و تازہ ہو گئے تھے کیونکہ شروع شروع میں انہیں بھی چکر سے محسوس ہوئے تھے۔ لیکن عمران کی باتوں اور کھل کر ہنسنے کی وجہ سے ذہن پر چھائی ہوئی گیس کی ہلکی سی تہہ بھی اتر گئی تھی اور وہ پوری طرح چاک و چوبند ہو چکے تھے۔

"عمران صاحب ——— کیا اس جگہ سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ آپ کی ریڈی میڈ کھوپڑی شاید فیل ہو چکی ہے۔" چوہان نے کہا۔

"یہاں سے نکلنے کے لئے ——— ارے یہاں تمہیں کیا تکلیف ہے۔ اتنی خوبصورت جگہ ہے ——— بارش اور آندھی سے محفوظ۔ مزے کرو" ——— عمران نے تعریفی انداز سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا لیکن دراصل وہ اب واقعی یہاں سے نکلنے کے لئے کسی کمزور پہلو کا جائزہ لے رہا تھا۔

"جب انہوں نے گولیوں کا مینہہ برسایا۔ تب آپ کا انگلی والا علاج بھی کام نہیں آئے گا۔" صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب ——— میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔" اچانک ایک طرف کھڑے ہوئے بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئی ہے ——— کہاں آئی ہے ——— ارے دہی تو یہاں سے نکلنے کا راستہ ہوگا۔ اگر کوئی چیز اندر آسکتی ہے تو باہر بھی نکل سکتی ہے۔" عمران نے چونک کر جواب دیا۔

"آپ سنیں تو سہی ——— ناٹران اور فیصل جان کو چھت سے

نیچے پھینکا گیا ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کمرے سے نکلنے کا راستہ صرف چھت سے ہی ہے۔ دیواروں میں کرنٹ دوڑ رہا ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کے کاندھے پر چڑھ کر چھت تک پہنچ جائیں تو راستہ ہٹایا جا سکتا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن چھت والے راستے میں چٹخنی نہیں لگی ہوئی کہ تم اس چٹخنی کو کھولو گے اور دروازہ نکل آئے گا۔ یہ سارا سسٹم مشینی ہے اور مشین کو آف کئے بغیر اس راستے کو نہیں کھولا جا سکتا۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اس بات کا تو مجھے خیال تک نہیں آیا۔" بلیک زیرو نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ لوگ مجھے مجبور کریں تو کوئی ترکیب سوچوں۔" عمران نے کہا۔

"ضرور سوچیں" ——— سب نے یک زبان ہو کر کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"اچھا ——— اگر آپ واقعی بضد ہیں تو آیئے باہر چلیں۔" عمران نے یوں جواب دیا جیسے وہ اپنی کوٹھی کے کسی کمرے میں موجود ہے اور بس دروازہ کھول کر باہر نکل جائے گا۔

"یہ مذاق کا وقت نہیں ہے ——— کسی بھی لمحے وہ لوگ ہمیں دوبارہ ہلاک کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔" جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— میرے پاس ابھی دس انگلیاں اور دو

انگوٹھے موجود ہیں ——— تم فکر نہ کرو۔"

عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور جولیا حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی۔ کیونکہ اسے عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔ لیکن باقی افراد اس علاج کا مظاہرہ ابھی دیکھ چکے تھے اس لئے وہ مسکرا دیئے۔

عمران تیزی سے قدم اٹھاتا سامنے والی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا دیوار کے قریب پہنچ کر وہ رکا اور غور سے دیوار کے اس حصے کو دیکھنے لگا جہاں سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ یہ جگہ ایک چھوٹے سے طاقچے کی طرح تھی اور خاصی بلندی پر تھی۔

"جوانا ——— ادھر آؤ"

عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا عمران کے پاس پہنچ گیا۔

"مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لو" ——— عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا نیچے بیٹھ گیا اور عمران اس کے کاندھوں پر پیر رکھ کر چڑھ گیا۔ اس نے جوانا کا سر دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ لیا جوانا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس طرح عمران اتنی بلندی پر پہنچ گیا کہ اس کا ہاتھ اس روشنی والے طاقچے پر پہنچ سکے۔ جوانا کے کاندھوں پر اچھی طرح پیر جمانے کے بعد عمران نے اپنے جسم پر پہنا ہوا کوٹ اتارا اور اس نے اس کوٹ کو روشنی والے طاقچے پر رکھ کر ایک ہاتھ سے اسے دبایا۔ کوٹ کی وجہ سے وہ دیوار میں دوڑنے والے کرنٹ سے بھی محفوظ ہو گیا۔

ایک ہاتھ سے کوٹ کو دبا کر اس نے دوسرے ہاتھ کی مٹھی بھینچی

ر پھر ہاتھ کو پیچھے کر کے اس نے پوری قوت سے مکہ کوٹ پر مارا۔ مکہ لگتے ہی تڑاخ کی آواز آئی اور روشنی یکلخت بجھ گئی۔ البتہ دیگر دیواروں سے روشنی اسی طرح پھوٹ رہی تھی۔ صرف وہی طاقچہ اندھا ہوا تھا۔ اور ران نے کوٹ ہٹا کر اپنا ہاتھ دیوار پر رکھ دیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ وڑنے لگی۔

اس کا اندازہ درست نکلا تھا۔ روشنی کا طاقچہ ٹوٹتے ہی اس دیوار میں وجود بجلی کے کرنٹ کا سرکل ختم ہو چکا تھا۔ اس طرح دیوار میں دوڑنے الا کرنٹ ختم ہو گیا تھا۔ عمران نے نیچے چھلانگ لگائی اور پھر بڑے مطمئن ندار میں کوٹ پہننے لگا۔

"کرنٹ تو ختم ہو گیا لیکن باہر کیسے جایا جائے گا" ——— صفدر نے گے بڑھ کر کہا۔

"ایک کام میں نے کر دیا ہے، دوسرا تم کر دو ——— اب سارا بوجھ مجھ پر ہی تو نہ ڈالو۔ موٹی موٹی تنخواہیں تم وصول کرتے رہتے ہو اور کام مجھ غریب سے کراتے رہتے ہو۔" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو نے آپ کو اس مشن کا لیڈر بنا کر بھیجا ہے اس لئے جگتو۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش ——— یہاں ایکسٹو موجود ہوتا تو میں اس سے بات کرتا۔ کیوں مسٹر طاہر ——— وہ تو مزے سے گرم بستر میں پڑا ریلوے انجن کی سیٹیوں جیسے خراٹے لے رہا ہو گا اور ہمیں یہاں پھنسا دیا۔" عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو صرف مسکرا کر رہ گیا۔

ظاہر ہے ـــــ اب وہ کیا کہہ سکتا تھا

"تمہیں ہزار بار کہا ہے کہ باس کے خلاف کوئی بات نہ کیا کرو۔ لیکن تم باز نہیں آتے" جولیا نے حسب عادت غصیلے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو دلچسپ نظروں سے جولیا کو دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش جولیا کو اصل صورت حال بتائی جا سکتی۔

"کیوں نہ بات کروں تمہارے اس چوہے باس کے متعلق" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی۔ عمران جواب کوٹ پہن چکا تھا تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھا جس کا کرنٹ سرکل اس نے ختم کیا تھا۔

وہ دیوار کے بالکل قریب جا کر رکا اور پھر فرش اور دیوار کی جڑ کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ اسی طرح جھکے جھکے انداز میں دیوار کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا۔

دو قدم اٹھاتے ہی وہ رکا اور پھر گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا تو اس کے ناخنوں کے اندر لگے ہوئے تیز بلیڈ باہر کو نکل آئے۔ اور عمران نے ان تیز بلیڈوں کی مدد سے دیوار کی جڑ کو ایک جگہ سے کھرچنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس نے دیوار میں سے ایک باریک سی تار کو باہر نکال لیا۔ یہ تار دیوار کے اندر موجود تھی۔ اور اوپر سنہرے رنگ کا پلستر کر دیا گیا تھا۔ تار ننگی ہوتے ہی عمران نے اسے اور زیادہ تیزی سے کھرچنا شروع کر دیا۔ اس طرح وہ تار کو دائیں طرف سے ننگا کرتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ رک گیا کیونکہ اب جس جگہ کو اس نے کھرچا تھا وہاں باجا تنت لگا ہوا تھا۔ یہ ایک سنہرے رنگ کی چھوٹی سی ڈبی تھی جس کے اندر یہ تار چلا گیا تھا۔

عمران نے ناخن میں لگے ہوئے بلیڈ کی مدد سے اس ڈبی کے اوپر لگے ہوئے چھوٹے سے پیچ کو کھولا تو ڈبی کا ڈھکن علیحدہ ہو گیا۔ ڈبی کے اندر بے چھوٹے چھوٹے پوائنٹ لگے ہوئے تھے۔ جیسے ریڈیو کے اندر سیل نے ہیں۔

عمران غور سے چند لمحے ان سیلوں کو غور سے دیکھتا رہا جیسے وہ ان کی ساخت اور ماہیت پر غور کر رہا ہو۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

وہ سارا سسٹم سمجھ گیا تھا۔ اس نے انگوٹھے کی مدد سے ایک سیل جھٹکے سے ڈبی سے علیحدہ کر دیا۔ اور پھر اس کا نوک والا سرا اس نے باقی سیلوں کے نوک والے حصوں سے ٹکرا دیا۔ ایک سیل سے جیسے ہی اس کی نوک ٹکرائی، ہلکی سی چٹک کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کمرے میں موجود افراد جو حیرت بھرے انداز میں عمران کی ان حرکات کو دیکھ رہے تھے بری طرح اچھل پڑے۔ کیونکہ سرر کی تیز آواز سے چھت پر دو بڑے بڑے خانے کھل گئے تھے اور ان خانوں میں سے ملگجی سی روشنی اندر آنے لگی تھی۔ اور عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"لو بھئی ـــــ میں نے ان کے کمپیوٹر کو الٹا چلا کر دروازے کھول دیئے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔ وہ سیل کو واپس اپنی پہلی جگہ پر جا چکا تھا

"حیرت انگیز ـــــ عمران صاحب واقعی آپ حیرت انگیز انسان ہیں

اس بار بلیک زیرو نے بے اختیار ہو کر کہا۔ اسے عمران کی ایسی حیرت انگیز صلاحیتوں کا پہلی بار تجربہ ہوا تھا۔

"یار تم ایکسٹو کے سیکرٹری ہو ——— اسے میری سفارش ہی کر دو میری کوئی تنخواہ باندھ دے ——— میں کب تک بیکار میں کام کرتا رہوں گا۔" عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ضرور عمران صاحب ——— میں آپ کی ضرور سفارش کروں گا۔" بلیک زیرو نے بڑے پرخلوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران یوں سر ہلانے لگا جیسے واقعی اس کی نوکری پکی ہو گئی ہو۔

"اب رہ گیا باہر جانے کا مسئلہ ——— چلو وہ بھی میں ہی حل کر دیتا ہوں۔ تنخواہ تو شاید ہی ملے۔ وہ چوہا سخت کنجوس واقع ہوا ہے۔ بہرحال امید پر دنیا قائم ہے ——— جوزف اپنی جراب دینا"

عمران نے بات کرتے کرتے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جراب ——— جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ——— دائیں پاؤں کی جراب" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہے اس جراب میں" ——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس کی جراب عمرو عیار کی زنبیل ہے جولیا ——— سارے جہان کی دولت موجود ہے اس میں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا حیرت بھرے انداز میں سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

جوزف نے جھک کر دائیں پاؤں کی جراب اتاری اور عمران کی

طرف بڑھا دی۔ اس کے اپنے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ کیونکہ اسے اس جراب کی کسی خصوصیت کا علم ہی نہ تھا۔ عام سی جراب تھی۔

عمران نے جراب ہاتھ میں لی اور پھر اس کے کنارے کو انگلیوں سے ٹٹولتا رہا۔ چند لمحوں بعد اس نے انگلیوں کو جھٹکا دیا تو دھاگے کا سرا کھل گیا۔

عمران تیزی سے دھاگے کو کھینچتا چلا گیا اور جراب ادھڑتی چلی گئی۔ تقریباً چار انچ چوڑائی میں جراب ادھڑنے کے بعد رک گئی۔ اب فرش پر دھاگے کا اچھا خاصا ڈھیر لگ چکا تھا۔

"لو بھئی ——— اپنی جراب پہن لو ——— نہیں تو سردی لگ جائے گی" ——— عمران نے جراب واپس جوزف کی طرف اچھال دی۔ پھر اس نے دھاگے کا ایک سرا انگلی میں لپیٹ کر اسے تیزی سے انگلی پر لپیٹتا چلا گیا۔ جب تمام دھاگہ انگلی پر لپٹ گیا تو اس نے دوسرے ہاتھ سے کھینچ کر اسے انگلی سے اتار لیا۔ اب یہ ایک انگلی جتنی لمبائی کا گولہ سا بن گیا تھا جس کے اندر سوراخ تھا۔

عمران نے دھاگے کے دونوں سروں کو اپنے اپنے حصوں میں موڑ دیا۔ اور پھر اس نے اس دھاگے کے گولے پر زور زور سے پھونکیں مارنی شروع کر دیں۔

وہ مسلسل پھونکیں مارتا چلا گیا اور دھاگے کا براؤن رنگ آہستہ آہستہ سفید ہوتا چلا گیا۔ سب لوگ حیرت سے اس شعبدے کو دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد دھاگہ مکمل طور پر سفید ہو گیا تو عمران نے اسے دونوں

ہاتھوں سے پکڑ کر مخالف سمتوں میں کھینچنا شروع کر دیا اور یہ سپرنگ
کھلتا اور بڑھتا چلا گیا۔

"اس کا ایک سرا پکڑو صفدر" عمران نے صفدر سے کہا

صفدر نے جیسے ہی اس بظاہر نظر آنے والے دھاگے کو پکڑا تو اس وقت اسے احساس ہوا تھا کہ دھاگہ انتہائی سخت تار میں تبدیل ہو ہے۔ کافی لمبا سپرنگ بنانے کے بعد عمران نے اسے صفدر کے ہاتھ چھڑایا۔ اور اس نے اس کے ایک سرے کو پکڑ کر جیسے ہی اوپر ا اس کا دوسرا سرا چھت میں بننے والے خانے کی طرف اٹھتا چلا گیا ا اس کی لمبائی اتنی ہو گئی تھی کہ اس کا ایک سرا خانے کے دوسر طرف پہنچ گیا تھا۔ جبکہ دوسرا سرا عمران کے ہاتھ میں تھا۔

لیکن سب لوگ اب یہ سوچ رہے تھے کہ اس حیرت انگیز سپر کے ذریعے وہ باہر کیسے نکلیں گے

عمران نے اب سپرنگ کو مخصوص انداز میں جھٹکے دینے شروع دیئے اور سپرنگ کا دوسرا سرا دوسری طرف بڑھ کر غائب ہو گیا تھا ہر جھٹکے کے بعد سپرنگ کو دائیں بائیں ہلاتا رہا۔ اور پھر ایک بار جیسے اس نے دائیں بائیں حرکت دی تو اس کے ہاتھ کو جھٹکا سا لگا اور ا کے چہرے پر کامیابی کی روشنی بکھر گئی۔

جھٹکا لگتے ہی عمران نے سپرنگ کے اپنے ہاتھ والے سرے دباؤ ڈال کر اسے چپکا دیا۔

"لو بھئی —— یہ کمند تیار ہو گئی۔" عمران نے اپنے ساتھیو کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

ان کے چہروں پر پھیلی ہوئی حیرت دیکھ کر وہ بے اختیار ہنس

"مجھے یوں کیوں دیکھ رہے ہو —— بعض اوقات مجھ میں سامری جادوگر کی روح آجاتی ہے۔" عمران نے کہا اور پھر اس نے سپرنگ کو زور سے جھٹکا دیا۔

اس بار سپرنگ پھیلا نہیں۔ تو عمران نے اسے چھوڑ دیا اور وہ کسی رسی کی طرح لٹکنے لگا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسے پکڑا اور پھر دوسرے لمحے وہ اس سپرنگ کو پکڑ کر لٹکتا ہوا اوپر چھت کی طرف چڑھتا چلا گیا۔ سپرنگ اتنا مضبوط تھا کہ عمران کا وزن پوری طرح سہار گیا۔

چند لمحوں بعد عمران اس سپرنگ کی مدد سے چھت میں کھلنے والے خانے میں سے ہوتا ہوا باہر چلا گیا۔

"آجاؤ —— میدان خالی ہے۔"

چند لمحوں بعد اوپر سے عمران کی آواز سنائی دی اور پھر صفدر نے عمران کی پیروی کی۔ اس طرح باری باری وہ اس لٹکے ہوئے سپرنگ نما رسے کی مدد سے اوپر چڑھ آئے۔

اب وہ ایک بڑے کمرے میں موجود تھے جب سب لوگ اوپر پہنچ گئے تو عمران نے سپرنگ کا وہ سرا جو اوپر والے ایک کمرے کی دیوار میں بنے ہوئے دروازے کے ہینڈل سے جڑا ہوا تھا، ایک مخصوص جھٹکے سے چھڑایا۔ اور پھر اسے یوں اوپر سے دبانا شروع کر دیا، جیسے سپرنگ بند ہوتا ہے اور وہ تہہ ہوتا چلا گیا۔ عمران کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ سپرنگ دوبارہ اسی گولے کی صورت میں ہو گیا تو عمران نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔

یہ ایک خاصا بڑا ہال کمرہ تھا۔ جس کے ایک کونے میں بڑی سی

مشین نصب تھی، جس کے اوپر سکرین تھی۔ یہ مشین اس وقت آن تھی اس پر مختلف بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔

عمران اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے چند لمحوں تک مشین کا جائزہ لیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبا یا تو مشین آف ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی چھت میں بنے ہوئے خانے بھی سرر کی تیز آواز سے بند ہو گئے۔

"آؤ اب باہر چلیں" ——— عمران نے ایک دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا اچانک دائیں ہاتھ کی دیوار میں موجود ایک دروازہ کھلا اور وہ سب چونک کر اس کی طرف مڑے۔ دروازے میں مائیکل کھڑا ہوا تھا۔ وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان لوگوں کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ نظر آ گیا ہو۔

عمران کا ہاتھ آہستہ سے اپنی جیب میں رینگا اور پھر اس سے پہلے کہ مائیکل اپنی حیرت پر قابو پا کر سنبھلتا۔ عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آ کر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور اس کے ہاتھ میں موجود سپرنگ رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح مائیکل کی طرف لپکا۔

مائیکل اپنے بیڈ روم میں سویا ہوا تھا کہ اچانک تیز گھنٹی کی آواز سن کر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ چند لمحے وہ لاشعوری کی کیفیت میں بیٹھا رہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ کے ساتھ رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ گھنٹی کی تیز آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔

"ہیلو ——— کرنل ڈیوڈ کالنگ مائیکل ——— اوور" ——— بٹن آن ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس سر ——— مائیکل سپیکنگ ——— اوور" ——— مائیکل نے نیند میں ڈوبی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"مائیکل ——— کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے مجھے ابھی کال کیا ہے ——— وہ بضد ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آسانی سے ہلاک نہیں ہو سکتے۔ میں نے اسے صبح تک ٹو ٹال دیا ہے لیکن میرے اپنے ذہن میں شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ پاکیشیائی سیکرٹ

سر، ان کے یہ لوگ انتہائی عیار اور چالاک واقع ہوئے ہیں اور اگر شاگل کی بات سچ نکلی تو کیمپ کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سر ——— مسٹر شاگل تو خواہ مخواہ ان لوگوں کو اہمیت دے رہے ہیں۔ وہ لوگ یقیناً ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور اگر ہلاک نہ بھی ہوئے ہوں، تب بھی کیمپ کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ زیرو سیل میں قید ہیں زیرو سیل میں نے خاص طور پر اس طرح ڈیزائن کیا ہے کہ اس میں واپسی ناممکن ہے ——— اس کی دیواروں میں طاقتور کرنٹ دوڑ رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر دیوار کے کرنٹ کا کنکشن علیحدہ ہے تاکہ اگر کسی وجہ سے ایک دیوار کا کرنٹ منقطع ہو جائے تو باقی دیواریں متاثر نہ ہوں اندر جانے اور باہر جانے کا راستہ صرف چھت میں سے ہے اور اس کا کنٹرول باہر کمپیوٹر میں موجود ہے جسے کسی صورت اندر سے کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری بات یہ کہ چھت اور فرش کے درمیان فاصلہ اتنا ہے کہ بغیر ایک اونچی سیڑھی کے کوئی شخص باہر نہیں آ سکتا۔ اوور"

مائیکل نے زیرو سیل کی خصوصیات گنوانی شروع کر دیں۔

"یہ سب کچھ مجھے معلوم ہے ——— لیکن پھر بھی تم جا کر انہیں چیک کرو کہ وہ کس پوزیشن میں ہیں اور اس کے بعد مجھے آ کر کال کرو میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا ——— اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— ٹھیک ہے میں ابھی جا کر چیک کرتا ہوں اور آپ کو

واپسی رپورٹ دیتا ہوں ——— اوور" ——— مائیکل نے کہا۔

"او کے ——— میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل"

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی تیز آواز نکلنے لگی۔

مائیکل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر بند کیا اور پھر بستر سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک طرف پڑا ہوا سلیپنگ گاؤن اٹھا کر پہنا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر راہداری میں سے ہوتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں زیرو سیل کا آپریٹنگ روم تھا۔ اس نے سائیڈ کی دیوار میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ یہ دروازہ زیرو سیل کے آپریٹنگ روم میں داخلے کا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی مائیکل نے اندر جانے کے لئے قدم بڑھایا۔

جیسے ہی وہ دروازے کے درمیان میں پہنچا اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ کیونکہ آپریٹنگ روم میں عمران اور اس کے تمام ساتھی زندہ و سلامت بڑے اطمینان بھرے انداز میں موجود تھے۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اچانک اس کی پیشانی پر کوئی سخت چیز آ کر لگی۔ اور وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ سنبھل گیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے دیوار میں لگا ہوا وہ بٹن دبا دیا۔ جسے اس نے پہلے دبا کر دروازہ کھولا تھا بٹن دبتے ہی

دروازہ سرر کی تیز آواز سے بند ہو گیا۔ اور مائیکل بے تحاشا اور جنونی انداز میں دوڑتا ہوا مین آپریشن روم کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

مین آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی وہ بھوکے بھیڑیئے کی طرح ایک مشین کی طرف لپکا اور اس نے انتہائی پھرتی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

آخری بٹن دبتے ہی مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی اور دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ سکرین پر آپریٹنگ روم اور اس کا ملحقہ برآمدہ نظر آ رہا تھا اور عمران اور اس کے ساتھی اس وقت ملحقہ برآمدے میں موجود تھے۔ اور اس کے دروازوں کو کھولنے کے لئے زور آزمائی میں مصروف تھے۔ لیکن مائیکل جانتا تھا کہ وہ زندگی بھر یہ دروازے نہیں کھول سکتے کیونکہ اس نے ان دروازوں کو مشین کی مدد سے جام کر دیا تھا۔

"یہ لوگ تو واقعی انتہائی خطرناک ہیں ——— نہ صرف اس زہریلی گیس سے زندہ بچ گئے بلکہ صحیح سلامت باہر بھی نکل آئے۔ اگر وہ کرنل ڈیوڈ کی کال کی وجہ سے وہاں بروقت نہ پہنچتا تو سب کچھ تباہ ہو جاتا۔ مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے سکرین کا بٹن آف کیا۔ اور تیزی سے ساتھ والی مشین کی طرف لپکا۔ اس نے اس مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ بٹن دبتے ہی اس کی سکرین روشن ہو گئی اور اس میں ایک نوجوان کی شکل نظر آئی۔ یہ آرتھر تھا۔

"یس باس" ——— آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"دشمن ایجنٹ زیرو سیل سے باہر نکل آنے ہیں وہ سب اس وقت آپریٹنگ روم کے ملحقہ برآمدے میں موجود ہیں۔ اب میں انہیں گولیوں سے چھلنی کر دینا چاہتا ہوں ——— تم ایسا کرو کہ جتنے بھی افراد کیمپ کے باہر موجود ہوں۔ سب کو ان برآمدوں کے سامنے اکٹھا کر دو۔ ان سب کو پوری طرح مسلح ہونا چاہیے تاکہ میں جیسے ہی دروازے کھولوں یہ سب لوگ بے تحاشا فائرنگ کرتے ہوئے اندر داخل ہو جائیں" مائیکل نے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر باس ——— ہمارے پاس تو صرف دس افراد ہیں کیوں نہ نارمن کو اطلاع دے کر باہر سے بہت سے مسلح افراد منگوا لئے جائیں" آرتھر نے کہا۔

"نہیں ——— میں نارمن کو خبر ہونے سے پہلے اس مسئلے کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ تم دس افراد کو ہی پہرے پر لگا دو ——— انہیں طاقتور بم دے دو ——— انہیں اندر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دو دروازے میں جیسے ہی کھلیں وہ بم اندر پھینکنا شروع کر دیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی بچ جائے تو مشین گنوں سے بھون دیا جائے۔ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"مگر باس ——— اس طرح تو سارا سیل تباہ ہو جائے گا۔" آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کرو ——— سیل بعد میں بھی بن جائے گا۔ اب ان کا خاتمہ ضروری ہے۔"

مائیکل نے جنونیوں کے انداز میں کہا۔ اب اس کا ذہن پوری طرح

گھوم چکا تھا۔ وہ اب ہر قیمت پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ چاہتا تھا۔

"بہتر جناب —— میں ابھی آدمیوں کو مسلح کر کے دروازوں پر پہنچ جاتا ہوں" —— آرتھر نے جواب دیا۔

"جیسے ہی تم لوگ وہاں پہنچو مجھے مطلع کرو۔ میں منتظر رہوں گا اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک تم لوگ پہنچ جاؤ۔"

مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔ اور پھر اٹھ کر واپس پہلے والی مشین کی طرف لپکا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین کے پاس پہنچتا۔ اس کا جسم جیسے زمین سے اٹھتا چلا گیا اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل فرش پر گرا۔ اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی ہو۔ اس کے ذہن پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔

عمران کا پھینکا ہوا سپرنگ ٹھیک نشانے پر لگا اور مائیکل پیشانی پر سپرنگ کی ضرب کھا کر لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹا اور عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا لیکن چونکہ اس طرف فاصلہ زیادہ تھا۔ اس لئے ابھی عمران نے دو ہی قدم اٹھائے تھے کہ مائیکل کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اور دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز سے دیوار میں کھلنے والا دروازہ غائب ہو گیا۔

"دروازوں کو کھول کر جلدی سے باہر نکل چلو"۔ عمران چیختا ہوا واپس پلٹا۔ اور اس ہال کے چاروں دروازوں پر ممبر ٹوٹ پڑے۔ ہینڈل گھماتے ہی دروازے کھلتے چلے گئے۔ اور وہ سب بے تحاشہ دوڑتے ہوئے ہال سے باہر نکل گئے۔

باہر ایک چوڑا برآمدہ تھا جس کے درمیان میں دو دروازے نظر آ رہے تھے۔ باقی تمام برآمدہ بند تھا۔

عمران تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھا جبکہ تنویر دوسرے دروازے کی طرف لپکا۔ مگر جب انہوں نے دروازے کو کھولنا چاہا تو دروازے باوجود کوشش

کے نہ کھل سکے - انہیں جام کر دیا گیا تھا۔

عمران نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا لیکن ان دروازوں کے علاوہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا اور یہ دروازے فولاد کے بنے ہوئے تھے۔ ان کا توڑنا بھی ناممکن تھا۔ جوانا اور جوزف نے مل کر ان دروازوں کو توڑنے کی بھی کوشش کی لیکن بے سود۔ دروازے ناقابل شکست تھے۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو۔۔۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور پھر دوڑتا ہوا دوبارہ اندرونی ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں سے وہ نکل کر آئے تھے۔

ہال میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے اس کمپیوٹر نما مشین کی طرف لپکا۔ جسے اس نے آف کر دیا تھا۔ مشین کے قریب پہنچتے ہی وہ تیزی سے مشین پر جھکا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

اسے خیال آیا تھا کہ اتنی بڑی مشین صرف اس قید خانے کا دروازہ کھولنے اور بند کرنے پر ہی منحصر نہ ہو گی اس میں مزید کوئی سسٹم موجود ہو گا۔ وہ کچھ دیر تک مشین پر جھکا اس کا بغور جائزہ لیتا رہا۔

مشین بالکل نئی تھی۔ اس لئے اس پر ہدایات اور نشانات ہر بٹن کے نیچے لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ گو زبان عبرانی تھی لیکن عمران یہ زبان اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے اسے کوئی مشکل پیش نہ آئی اور اس نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

ایک سائیڈ کا بٹن دبتے ہی دائیں سائیڈ کی دیوار میں دروازہ سا کھل گیا۔ اس بٹن کے نیچے ٹنل کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ یہ کوئی سرنگ ہو گی۔ شاید اڈے سے باہر نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ

اس نے ایک اور بٹن دبایا تو وہ چونک پڑا کیونکہ سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازہ ایکبار پھر نمودار ہو گیا۔ جس سے مائیکل اندر داخل ہوا تھا۔

عمران دروازہ کھلتے ہی تیزی سے اٹھ گیا اور پھر دوڑتا ہوا اس دروازے کو پار کر کے وہ دوسری طرف راہداری میں پہنچ گیا۔ لیکن راہداری سرنگ کی طرح تھی۔ اس میں کوئی دروازہ یا نکاسی کا راستہ موجود نہ تھا۔ جیسے ہی وہ راہداری کے آخر میں پہنچا وہ تیزی سے مڑا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ مائیکل نے مزید راستے بھی بند کر دیئے ہیں چنانچہ واپس آ کر اس نے بٹن دبا کر وہ راستہ بند کر دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ سب دوڑتے ہوئے ہال میں داخل ہوئے۔

"اس ٹنل میں چلو ۔۔۔۔ شاید کوئی راستہ باہر نکلنے کا مل جائے۔" عمران نے ٹنل کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور وہ سب دوڑتے ہوئے اس دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران آگے تھا دروازے کو پار کرتے ہوئے وہ ایک طویل راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری کے آغاز میں ہی ایک دروازہ تھا۔ عمران نے اس دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور پھر اندر داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹک گیا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا اور اس کے اندر بڑی بڑی پیٹیاں موجود تھیں۔ عمران نے ایک پیٹی کا ڈھکنا اٹھایا تو وہ چونک پڑا۔ اندر عجیب و غریب

ساخت کے بڑے بڑے میزائل موجود تھے۔ باقی ساتھیوں میں سے کچھ آگے بڑھ گئے تھے اور کچھ عمران کے ساتھ ہی اس کمرے میں آ گئے تھے۔ ایک پیٹی میں چار میزائل موجود تھے جبکہ اس ٹائپ کی بیس کے قریب پیٹیاں موجود تھیں۔

عمران نے جھک کر ایک بم پر لکھی ہوئی عبارت پڑھنی شروع کر دی اور دوسرے لمحے وہ اچھل پڑا۔ کیونکہ ان میزائلوں پر لکھی ہوئی عبارت کو پڑھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ میزائل پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کے لئے خصوصی طور پر تیار کئے گئے تھے۔ یہ انتہائی خوفناک اور زبردست تباہی پھیلانے والے میزائل تھے۔ اتنے خوفناک کہ ایک بھی میزائل اگر چھوٹ جاتا تو اس پورے کیمپ کے پرزے اڑ جاتے۔ یہ میزائل خصوصی طور پر ایسی جگہوں کے لئے بنائے گئے تھے جہاں عمارتیں بم پروف ہوتی ہیں۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا مگر اس کمرے میں ان پیٹیوں کے علاوہ اور کچھ موجود نہ تھا۔ عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر ساتھیوں سمیت اس کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے فوری طور پر چھوٹے اور طاقتور بموں کی ضرورت تھی۔ لیکن ایسا کوئی اسلحہ وہاں موجود نہ تھا اور ان میں سے کسی کے پاس چاقو تو ایک طرف لائٹر یا ماچس تک نہ تھی۔ عمران کے جوتوں کے تلووں میں موجود اسلحہ بھی غائب تھا۔ وہ شاید پہلے ہی مشینی چیکنگ کے ذریعے چیک کر کے نکال لیا گیا تھا۔

لیکن ظاہر ہے عمران ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھا۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ ٹنل کے اختتام کی طرف بڑھا۔

"اور کچھ نہیں ہے عمران صاحب ——— آگے راستہ بند ہے"۔

نے کہا۔

ہرو ——— مجھے چیک کرنے دو"۔

ران نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ٹنل آخر کسی ے لئے ہی بنائی گئی ہو گی۔ اور یہی مقصد وہ چیک کرنا چاہتا تھا۔ تھی ٹنل کے اندر جگہ جگہ کھڑے ہوئے تھے۔

ران سرنگ کے آخر میں پہنچا تو اس نے وہاں پختہ دیوار سے بند پایا۔ پہلے دروازے کے علاوہ پوری سرنگ میں اور کوئی بھی ہ نہ تھا۔

مران صاحب ——— یہ دیکھئے ——— یہ کیا ہے"۔ اچانک ہونے سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے ت بڑھتا چلا گیا۔

یک زیرو ایک کونے میں اکڑوں بیٹھا ہوا فرش کو غور سے دیکھ ۔ یہاں فرش کا ایک بلاک دوسرے بلاکوں سے معمولی سا اونچا تھا نے بھی اسے دیکھا اور پھر اس نے اس پر دباؤ ڈالا لیکن کچھ نہ ہوا س نے اس کی سائیڈوں پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا لیکن بلاک ایسی بنا ہوا تھا جیسے اس کے اندر کچھ بھی نہ ہو۔

مران اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سائیڈ کی دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع کر ب جگہ جیسے ہی اس کا ہاتھ پہنچا اسے وہاں معمولی سا ابھار محسوس ہوا۔ جیسے ہی عمران نے اس جگہ کو دبایا تو بلاک ایک طرف سرکتا چلا جیسے صندوق کا ڈھکن اٹھتا ہے۔ نیچے لوہے کی سیڑھیاں جا رہی ۔ عمران سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اب وہ ایک اور سرنگ میں موجود

تھا۔ یہاں اسے پٹرول کی ہلکی ہلکی بُو محسوس ہو رہی تھی۔ اور جا
ہی وہ آگے بڑھا اس نے ایک فولادی دروازہ دیکھا۔ ایسے چار
دروازے ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر موجود تھے۔ دروازوں
گول چکر سے لگے ہوئے تھے اور اوپر پٹرول لکھا ہوا تھا۔ سا
موت کا مخصوص نشان دو ہڈیاں اور ایک کھوپڑی کا بھی بنی ہوئی تھی۔

عمران نے چکر کو گھمایا اور پھر جب اس نے اسے کھینچا تو د
کھلتا چلا گیا۔ اندر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک مشینری نص
تھی۔ عمران نے جیسے ہی مشینری کو دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ پٹرول کی
مشینری ہے۔ ایک ڈائل پر موجود سوئی سے اسے اندازہ ہوا
ٹینک میں دس ہزار بیرل خالص پٹرول ہے۔ چار دروازوں کا
تھا کہ چار ٹینک موجود ہوں گے۔

عمران چند لمحے غور سے مشینری کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ سر ہلاتا
باہر نکل آیا۔

دوسرے ممبر بھی اس گیلری میں پہنچ چکے تھے۔ عمران چار
دروازوں کو کراس کرتا ہوا اس گیلری کے اختتام پر پہنچا تو اس
سیڑھیاں اوپر جاتی دیکھیں۔ سرنگ کی چھت پر جہاں سیڑھیاں ختم
رہی تھیں ایک گول دائرے میں بلاک موجود تھا۔

"جوانا کو بلاؤ" ——— عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے کہا
اور پھر چند لمحوں بعد جوانا وہاں پہنچ گیا۔

"جوانا ——— اوپر چڑھ کر اس بلاک کو کسی طرح ہٹاؤ"
عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا تیزی سے سیڑھیا

چلا گیا۔ اس نے پہلے تو دونوں ہاتھوں سے زور لگایا اور پھر
لے کاندھا ٹیک کر زور لگایا لیکن بلاک اپنی جگہ مضبوطی سے جما ہوا

جوزف ——— تم بھی شامل ہو جاؤ"
ران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا سیڑھی چڑھتا چلا
ر پھر جیسے ہی دونوں نے مل کر زور لگایا، بلاک چڑچڑاہٹ کی تیز
ے ایک طرف سے اٹھتا چلا گیا۔ اور دوسرے لمحے انہیں باہر سے
ا بھرا آسمان نظر آنے لگا۔ جوانا نے ایک قدم اوپر چڑھ کر جب
ر نکالا تو وہ چونک پڑا۔

م پہاڑی پر ہیں ——— اڈے سے باہر" جوانا نے کہا۔
ٹھیک ہے ——— تم سب لوگ باہر نکلو اور وہیں چھپ جاؤ۔
رہا ہوں۔ ہوشیار رہنا۔ شاید نارمن کے آدمی باہر موجود ہوں"
عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

تم یہاں کیا کرو گے" ——— جولیا نے پوچھا۔
میں یہاں رمبا سمبا ناچوں گا اور اپنے استاد سامری جادوگر
رح کو خوش کروں گا۔" عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
اور جولیا مزید کچھ بولے بغیر آگے بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد عمران کے سب ساتھی ایک ایک کر کے آگے بڑھ
تو عمران تیزی سے اسی دروازے کی طرف بڑھا۔ جس سے
پٹرول چیکنگ مشین نصب تھی۔ اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا تھا۔
ں کے اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند

ہو گیا۔ اس میں سسٹم ہی ایسا تھا۔

عمران اندر موجود مشینری کی طرف بڑھا۔ اس نے چند لم
اس کا جائزہ لیا اور پھر وہ اس مشینری میں لگے ہوئے ایک و
گھمانے لگا۔ والو گھومتے ہی تھوڑا سا پٹرول کمرے کے فرش
لگا۔ عمران والو کو کھولتا چلا گیا اور پٹرول مزید باہر نکلنے لگا۔ لم
لمحوں بعد والو خود بخود بند ہو گیا۔

عمران اب غور سے فرش پر بہنے والے پٹرول کو دیکھ
کمرے میں پٹرول کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔ عمران کچھ لمحے دیکھتا
پھر وہ باہر نکلنے کے لئے دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر جیسے
نے دروازے کو ذرا سا دھکیلا، وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیو
گیلری میں کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"بلاک کھلا ہوا ہے ——— وہ اسی راستے سے باہر نکا
ہیں۔ باس کو فوراً اطلاع کرو تاکہ انہیں باہر سے گھیرا جا سکے"
چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم بھی آجاؤ تارمن ——— وہاں ٹھہرنا فضول ہے" د
ایک آواز سنائی دی۔

اور پھر کسی کے لوہے کی سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سنائی دم
عمران نے دروازہ ایک زوردار دھکے سے کھولا اور پھر باہر کو نا
اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر سیڑھیاں چڑھنے وال
مڑ کر دیکھا اور پھر جیسے بجلی کوندتی ہے۔ اسی طرح اس شخص
جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش م

لوہے کی سیڑھی سے رپٹ گیا اور وہ چکراتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔
ور اسی لمحے عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر وہ شخص چکنے
رش پر کسی مچھلی کی طرح پھسل گیا۔ اور عمران نے بڑی مشکل سے اپنا
ہرہ بچایا۔ اسی لمحے اس آدمی نے قلابازی کھائی اور اٹھ کر کھڑا ہو
گیا۔ اب اس کے ہاتھوں میں ریوالور موجود تھا۔

عمران نے اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھتے ہی وہیں فرش سے
س پر چھلانگ لگا دی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دبا سکتا، عمران
پ سے نکلنے والے گولے کی طرح اس سے ٹکرایا۔ اور وہ شخص
چیل کر پشت کے بل فرش پر گرا۔ اور اس کے گرنے کے دوران اس
کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دب گیا۔
ایک زوردار دھماکہ ہوا مگر چونکہ عمران گولی کی زد میں نہ تھا اس لئے
ہ اس سے خاصے فاصلے پر نکل گئی۔ عمران نے اس پر چھلانگ لگائی
ور اس بار عمران پوری طرح چوکنا تھا۔ اس لئے اس بار عمران نے
پنا پورا جسم اس پر گرانے کی بجائے اس کے سینے پر دونوں گھٹنے
ارے۔

اس آدمی نے پلٹ کر اپنے آپ کو بچانا چاہا لیکن عمران کی چھلانگ
میں برق رفتاری تھی اس لئے وہ نہ بچ سکا۔ اور پھر جیسے ہی عمران دونوں
گھٹنے جوڑے اس کے سینے پر گرا۔ اس آدمی کے حلق سے بھیانک
چیخ نکلی اور وہ پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح فرش پر بری طرح تڑپنے
لگا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون فوارے کی طرح باہر نکلنے لگا اور
عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی اس آدمی کی گردن ایک

طرف ڈھلک گئی اور وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

عمران نے جھک کر اس کے ہاتھ میں دبا ہوا ریوالور نکال لیا۔ اس نے یہ ساری کارروائی اس ریوالور کے حصول کے لئے ہی کی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اسے اپنی پشت پر تپش کا احساس ہوا تو وہ تیزی سے مڑا۔ اور پھر اس کی آنکھیں خوف سے پھٹی چلی گئیں۔

پٹرول چیکنگ مشین روم میں موجود پٹرول نے آگ پکڑ لی تھی۔ شاید اس آدمی کی چلائی ہوئی گولی کھلے دروازے میں سے ہوتی ہوئی اندر پٹرول میں جا گری تھی۔ چونکہ پٹرول بے حد خالص تھا۔ اس لئے گرم گولی کی وجہ سے اس نے آگ پکڑ لی تھی۔

عمران کے جسم پر یہ سوچ کر ہی لرزہ طاری ہو گیا کہ ہزاروں بیرل پٹرول سے بھرے ہوئے ٹینک جب آگ پکڑ لیں گے تو پھر کیا ہو گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اوپر والے کمرے میں موجود خوفناک میزائلوں کی پیٹیاں۔ وہ تیزی سے بھاگا اور اس نے فولادی دروازہ دھکیل کر بند کر دیا۔ اب اس آگ کو فوری طور پر بجھانے کی یہی ایک صورت تھی۔ اس طرح آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے آگ بجھ سکتی تھی لیکن جس طرح آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اس سے عمران کو ان کے بجھنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ اور اسی لمحے اس کے ذہن میں برق سی کوندی۔ اب اسے اڈہ تباہ کرنے کے لئے کسی دوسری کارروائی کی ضرورت نہ تھی۔ پٹرول ٹینک پھٹنے کے بعد جب یہ میزائل پھٹیں گے تو اڈہ تو ایک طرف پہاڑیاں بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

چنانچہ دروازہ بند ہوتے ہی وہ تیزی سے سرنگ کے اختتام کی

طرف بھاگا۔ جہاں سے اس کے ساتھی باہر نکلے تھے۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ وہ ٹھوس چٹان جیسا بلاک بند تھا۔ شاید عمران کے ہاتھوں مرنے والے نے اسے کھلا دیکھ کر بند کر دیا تھا۔

پٹرول ٹینک کسی بھی لمحے پھٹ سکتا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اس کے بعد اس کا جسم تو ایک طرف اس کی روح کا بھی نشان نہیں ملے گا وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے بلاک کو کھولنے کی زوردار کوشش کی لیکن بلاک پہلے سے زیادہ مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ اس میں ذرا سی بھی لرزش پیدا نہ ہوئی۔

اب عمران بری طرح پھنس گیا تھا۔ کمرے کے اندر خوفناک آگ بھڑک رہی تھی اور ہزاروں بیرل پٹرول کسی بھی وقت آگ پکڑ سکتا تھا۔ اور یہ آگ اور اس سے ہونے والی تباہی اس قدر خوفناک تھی کہ شاید کئی ایٹم بم مل کر بھی اتنی تباہی نہ کر سکتے۔

اس کے علاوہ اوپر کمرے میں موجود خوفناک اور طاقتور میزائلوں کا ذخیرہ بھی موجود تھا۔ جس کے پھٹنے کے بعد تو ظاہر ہے ہوا تک مسموم ہو کر رہ جاتی۔ عمران دیوانہ وار بلاک کو کاندھے سے ضربیں لگانے لگا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا لیکن اس کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہو رہی تھیں۔ بلاک اسی طرح مضبوطی سے اپنی جگہ جما ہوا تھا۔

مائیکل فرش پر گرنے کے بعد چند لمحے تو بے حس و حرکت پڑا رہا۔ پھر اس نے اپنے سر کو جھٹکے دے کر اپنے آپ کو سنبھالا اور ذہن پر چھانے والے اندھیروں کی یلغار رکتے ہی وہ تیزی سے اٹھا۔ اس کی کمر میں شدید درد ہوا لیکن اس نے ہونٹ بھینچ کر اس درد کو روکا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

نیچے گرتے وقت اسے پہلا خیال یہی آیا تھا کہ کسی نے اسے اٹھا کر پھینکا ہے لیکن جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو اٹھتے ہی اس نے نیچے دیکھا اور دوسرے لمحے ایک طویل سانس اس کے منہ سے نکل گئی۔ مشین سے نکل کر فرش کے اندر جاتے ہوئے ایک تار سے اس کا پیر الجھ گیا تھا چونکہ وہ جلدی سے بڑھ رہا تھا۔ اس لئے بے اختیار فرش پر گرتا چلا گیا۔

چند لمحے کھڑے رہنے کے بعد وہ احتیاط سے اس مشین کی طرف بڑھا جس کی طرف بڑھتے ہوئے وہ گرا تھا۔ مشین کے سامنے پڑے

ہوئے سٹول کو کھینچ کر وہ اس پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کو آن کر دیا۔

مشین آن ہوتے ہی مشین کے اوپر نصب سکرین روشن ہو گئی۔ لیکن مشین آن ہوتے ہی مائیکل کو اپنے جسم میں موجود درد کا احساس تک جاتا رہا۔ وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

سکرین پر برآمدہ خالی نظر آ رہا تھا جبکہ دروازے بدستور بند تھے۔ مائیکل کے ذہن میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔

وہ جھٹکے سے ایک بار پھر سٹول پر بیٹھا اور اس نے تیزی سے ایک ناب گھمائی۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ ناب گھومتے ہی سکرین پر منظر بدلتا چلا گیا۔

اب اندرونی ہال کا منظر سامنے تھا اور دوسرے لمحے وہ حیرت سے اچھل پڑا۔ کیونکہ اندرونی ہال کا کنٹرولنگ کمپیوٹر آن تھا اور ٹنل والا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جبکہ ہال میں عمران کا کوئی بھی ساتھی موجود نہ تھا۔

"باس ——— آدمی آ گئے ہیں"۔ اسے اپنی پشت پر آرتھر کی آواز سنائی دی۔

وہ چونک کر مڑا۔ آرتھر، ایک اور آدمی کے ساتھ اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ وہ شاید بیرونی دروازے سے اندر آیا تھا۔ کیونکہ اندرونی دروازہ مائیکل اندر آتے ہی بند کر چکا تھا۔

"مائیکل ——— یہ لوگ ٹنل میں داخل ہوئے ہیں۔ انہیں ٹنل میں بھون ڈالو ——— جلدی کرو ——— کوئی بچ کر نہ جائے۔" مائیکل نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹنل میں ——— اوہ" ——— آرتھر بےاختیار حیرت کے مارے اچھلا اور پھر وہ اپنے ساتھی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اندرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

مائیکل نے بٹن دبا کر وہ دروازہ کھولا اور آرتھر اور اس کا ساتھی تیزی سے دروازے سے دوسری طرف نکل گئے۔ مائیکل بےچینی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار اور عیار ثابت ہو رہے تھے۔

اسے معلوم تھا کہ اسی ٹنل میں ان میزائلوں کا ذخیرہ موجود ہے جنہیں پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات پر پھینکا جانا تھا۔ لیکن وہ ان کی طرف سے بےفکر تھا کیونکہ وہ میزائل اتنے وزنی تھے کہ اول تو آسانی سے اٹھ نہ سکتے اور اس کے علاوہ انہیں چلانے کے لیے خصوصی مشینری کی ضرورت تھی۔ گو اس ٹنل سے ہی نیچے پٹرول چیکنگ مشین رومز کو راستہ جاتا تھا لیکن مائیکل جانتا تھا کہ اس راستے کو دریافت کرنے اور اس کی تکنیک جاننا دشمنوں کے لیے ناممکن تھا۔

لیکن جب کچھ دیر گزر گئی اور آرتھر کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ ملی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے خیال آیا کہ کہیں آرتھر جوش میں اکیلا ہی ٹنل میں نہ گھس گیا ہو لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ آرتھر پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار تھے۔

"باس ——— وہ لوگ اڈے سے باہر نکل گئے ہیں ——— آپ فوراً ... ن سے کہہ کر انہیں کور کریں" آرتھر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اڈے سے نکل گئے ہیں ——— وہ کیسے ——— کون سے راستے

سے" ——— مائیکل آرتھر کی بات سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"جناب وہ پٹرول ٹینک چیکنگ گیلری کے آخر میں بلاک کھول کر باہر نکل گئے ہیں ——— وہ بلاک کھلا ہوا تھا اور وہ لوگ غائب تھے" آرتھر نے کہا۔

"بلاک کھول کر باہر نکل گئے ہیں ——— مگر اس بلاک کے گرد تو سیسہ ڈلوا دیا گیا۔ اور پھر وہ بلاک تو پوری چٹان ہے۔ وہ کیسے کھل سکتا ہے"

مائیکل کی آنکھیں حیرت اور خوف سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔ اور پھر اس سے پہلے کہ آرتھر اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک کنٹرول روم میں تیز سائرن کی آواز گونجی اور دیوار پر لگے ہوئے بلبوں کی ایک طویل قطار میں سے ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"اوہ ——— آگ ——— پٹرول چیکنگ مشین روم میں آگ لگ گئی ہے۔ اوہ یہ تو پورا اڈہ اڑ جائے گا۔" مائیکل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے سائیڈ پر کھڑے ہوئے ایک اینٹی فائر سلنڈر کی طرف لپکا۔

اس نے بڑی پھرتی سے اس سلنڈر کو اٹھایا۔ اور پھر بےتحاشا بھاگتا ہوا ٹنل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا چہرہ خوف سے انتہائی سیاہ پڑ گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر آگ فوری طور پر نہ بجھائی گئی تو سارے ٹینکوں میں موجود پٹرول میں آگ لگ جائے گی۔ اور اس کے بعد کے تصور سے ہی اسے جھرجھری آ رہی تھی۔ وہ جوش میں بھاری سلنڈر اٹھائے

بے تحاشا ٹنل کی طرف بھاگا چلا جا رہا تھا۔

اندرونی گیلری سے ہو کر وہ جیسے ہی اندرونی ہال میں پہنچا، اس کی رفتار اور بڑھ گئی۔ لیکن بے تحاشا بھاگنے کی وجہ سے اچانک چکنے فرش پر اس کا پاؤں رپٹا اور وہ دھڑام سے سلنڈر سمیت فرش پر لڑکتا چلا گیا اچانک گرنے کی وجہ سے بھاری سلنڈر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور تیزی سے لڑھکتا ہوا کنٹرول کمپیوٹر سے جا ٹکرایا۔

دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کمپیوٹر کے جلنے بجھنے والے بلب بجھ گئے۔ کمپیوٹر بھاری سلنڈر کے ٹکرانے سے ختم ہو چکا تھا اور کمپیوٹر کے ٹوٹتے ہی ٹنل کی طرف جانے والا دروازہ بند ہو گیا۔

آرتھر جو مائیکل کے پیچھے ہی آ رہا تھا اس نے لپک کر فرش پر پڑے ہوئے مائیکل کو اٹھایا۔

"تباہ ہو گیا ——— سب کچھ تباہ ہو گیا ——— بھاگو ——— جان بچاؤ ——— اڈے سے نکلو ——— اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب کمپیوٹر ٹھیک کئے بغیر ٹنل کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔ اور دروازہ کھولے بغیر آگ نہیں بجھائی جا سکتی۔"

مائیکل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور بے تحاشا واپسی کے لئے دروازے کی طرف بھاگا۔

مگر دوسرے ہی لمحے وہ ایک بار پھر ناچ کر رہ گیا۔ اس کا حفاظتی سائنسی نظام اس کے لئے موت بن گیا تھا۔ کمپیوٹر خراب ہو جانے کی وجہ سے واپسی کا نظام بھی جام ہو چکا تھا۔ اور اب وہ اسی طرح اس ہال میں قید ہو گیا تھا جیسے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو زیرِ سیل میں قید کر دیا تھا۔ اور پھر وہ جنون کے عالم میں دروازے پر مکے برسانے

لگا۔ لیکن ظاہر ہے مکے برسانے سے تو وہ فولادی دروازہ نہ کھل سکتا تھا۔ موت اب پر پھیلائے اس پر کسی بھی لمحے جھپٹنے والی تھی۔

عبرتناک اور بھیانک موت ——— اور پہلی بار اسے احساس ہوا کہ وہ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے خدائی کے دعوے کر رہا تھا۔ کتنا بے بس اور لاچار ہے۔

عمران کے ساتھی بلاک سے باہر نکلتے ہی تیزی سے قریبی جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔ وہ اب عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ بلاک سے بالکل قریب جوانا اور جوزف چھپے ہوئے تھے۔ کچھ دیر تو وہ عمران کا انتظار کرتے رہے اور پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ خود اندر جا کر چیک کریں۔

انہوں نے بلاک میں سے کسی کا سر باہر نکلتے ہوئے دیکھا لیکن یہ کوئی اجنبی تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ سر اندر غائب ہو گیا اور پھر ایک جھٹکے سے دھماکے سے بلاک بند ہو گیا۔ اسے کسی نے اندر سے بند کر دیا تھا۔

"اوہ — راستہ بند ہو گیا۔" جوانا نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بلاک کی طرف بھاگا۔ اس کی آواز سنتے ہی باقی ساتھی بھی جھاڑیوں سے باہر نکلے اور بلاک کی طرف دوڑے۔

"خبردار — کون ہے" — اچانک پہاڑی کے اوپر سے

کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی اور گولیاں ان سے کچھ فاصلے پر جھاڑیوں میں برسنے لگیں۔

"چھپ جاؤ" — صفدر نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب تیزی سے چٹانوں کی آڑ میں ہو گئے۔

اب اوپر سے تیز روشنی کی لہر نیچے پڑنے لگی تھی۔ اور بہت سے لوگوں کی آوازیں آنے لگی تھیں۔

چٹانوں کی آڑ میں وہ سب سانس روکے ہوئے پڑے تھے۔ ان میں سے کسی کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ اس لئے وہ سب بے بس تھے اور پھر چند لمحوں بعد اوپر سے بہت سے لوگوں کے نیچے اترنے کی آوازیں سنائی دیں۔

"اسلحہ چھینو" — اچانک صفدر کی آواز سنائی دی اور وہ سب ہوشیار اور چوکنا ہو گئے۔ آنے والے بکھر کر اور بڑے محتاط انداز میں نیچے اتر رہے تھے۔

اور پھر ایک آدمی جیسے ہی جوانا والی چٹان کے قریب پہنچا۔ جوانا نے انتہائی پھرتی سے اس پر چھلانگ لگائی۔ دوسرے لمحے وہ شخص چیختا ہوا پہاڑی سے نیچے گرتا چلا گیا جبکہ اس کی مشین گن جوانا جھپٹ چکا تھا۔

"کیا ہوا — کیا ہوا" — دوسرے لوگوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ شاید یہ سمجھے تھے کہ گرنے والے کا پاؤں پھسل گیا ہے۔ اسی لمحے جوزف نے ایک دوسرے آدمی کو جھپٹ لیا اور پھر اس کا بھی وہی حشر ہوا تو آنے والے بھی چوکنا ہو گئے۔ انہوں نے آڑ لے کر

بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔ لیکن اس بار جوانا اور جوزف ہوشیار تھے۔ انہوں نے جوابی فائرنگ شروع کر دی۔

"جوانا ——— مشین گن میرے پاس پھینک دو"——— اچانک صفدر جو رینگتا ہوا اس کے پاس آ گیا تھا کی آواز سنائی دی۔ اور جوانا نے مشین گن ادھر اچھال دی۔ اور صفدر تیزی سے واپس رینگ گیا۔

اور پھر فضا میں چیخیں گونج اٹھیں۔

"نیچے اترو تیزی سے ——— اور لوگ آ رہے ہیں"۔ اچانک دور سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور وہ سب تیزی سے نیچے کھسکنے لگے۔ کیونکہ واقعی اوپر سے بے تحاشا افراد کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ شائد فائرنگ کی آوازیں سن کر وہ سب ادھر ہی دوڑ پڑے تھے۔

لیکن جوانا ابھی تک اسی چٹان کے پاس پڑا ہوا تھا۔ اسے عمران کی فکر تھی جو اندر رہ گیا تھا اور پھر اس نے دل ہی دل میں ایک فیصلہ کیا اور تیزی سے رینگتا ہوا اس بلاک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلاک کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اندر سے بلاک کو دھکے لگائے جا رہے ہوں۔ اور پھر جوانا ساری صورت حال سمجھ گیا۔ وہ تیزی سے بلاک کی طرف لپکا۔

مگر اسی لمحے اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور گرم سلاخ سی اس کے بازو میں اترتی چلی گئی۔ کسی نے اس پر فائر کر دیا تھا۔ یہ جھٹکا اتنا اچانک اور زوردار تھا کہ جوانا سنبھل نہ سکا اور قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔

کافی دور تک نیچے لڑھکنے کے بعد وہ ایک چٹان سے ٹکرا کر رکا اور

پھر چند لمحے تو اس کا شعور سویا ہی رہا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اسے عمران کا خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اور پھر اسی لمحے نیچے سے بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور جوانا حیرت سے سن ہو کر رہ گیا۔

کیونکہ نیچے سے بھی بہت سی مشین گنیں بیک وقت چلنا شروع ہو گئی تھیں اور جوانا جانتا تھا کہ ان کے پاس صرف دو مشین گنیں تھیں۔ زیادہ مشین گنوں کا مطلب تو صاف تھا کہ دشمن کے آدمی چکر کاٹ کر نیچے بھی پہنچ گئے ہیں اور اب انہیں دونوں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ اس کے بعد کسی کا زندہ بچ جانا تو بس معجزہ ہی ہو سکتا تھا۔

لیکن اسے فکر عمران کی تھی۔ مگر اب بازو شدید زخمی ہونے کی وجہ سے وہ عمران کی مدد بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے تیزی سے دوبارہ اوپر کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ اسے اپنی موت تو صاف نظر آ رہی تھی لیکن وہ عمران کو بھی اس طرح بے بسی کے عالم میں نہ رہنے دینا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ اوپر موجود بلاک کی طرف رینگتا چلا گیا۔

عمران جنونیوں کے انداز میں بلاک کو کاندھے سے دھکے
مارتا رہا۔ لیکن بلاک کسی طرح کھلنے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ اچانک عمران
کو خیال آگیا کہ مرنے والے نے آخر کس طرح اسے اتنی آسانی سے
بلاک کو بند کر دیا تھا۔ ظاہر ہے اس کا کوئی خصوصی سسٹم ہو گا۔
اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ مگر بظاہر کوئی
ایسا سسٹم نظر نہ آ رہا تھا۔
ادھر آگ اب مشین کے دروازے کی درزوں سے بھی باہر نکل
رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ دروازہ بند ہونے کے باوجود آگ بجھی نہیں
تھی۔ اسے ان درزوں سے آکسیجن مل رہی تھی۔ اور کسی بھی لمحے ٹینک
آگ پکڑ سکتا تھا۔ لیکن وہ بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔
دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن پر جنون سا سوار ہو گیا۔ وہ تیزی سے
سیڑھی سے اترا اور اس نے لوہے کی سیڑھی کو جھٹکوں سے اکھاڑنا شروع

کر دیا۔ سیڑھی دیوار کے ساتھ نصب تھی۔ لیکن عمران کے چند ہی زوردار
جھٹکوں کی وجہ سے وہ نیچے سے اکھڑ گئی۔ اور پھر عمران نے اسے اوپر
سے علیحدہ کرنے کے لئے جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ اس پر ایک
جنون سا سوار تھا۔
اور پھر چند ہی زوردار جھٹکوں کے بعد وہ لوہے کی اس سیڑھی کو دیوار
سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ البتہ اس کوشش میں وہ پسینہ پسینہ
ہو گیا۔ ویسے بھی آگ کی تپش کی وجہ سے ٹنل گرم ہو رہی تھی۔
سیڑھی علیحدہ ہوتے ہی عمران نے سیڑھی کو نیچے سے تھاما اور پوری
قوت سے اس کا اوپر والا سرا بلاک پر مارا۔ اس بار بلاک میں لرزش سی
پیدا ہوئی۔ اور عمران نے ایک بار پھر پوری قوت سے سیڑھی کی ضرب
لگائی اور یہ ضرب اتنی زوردار تھی کہ بلاک ایک طرف سے اٹھ کر دوسری
طرف گرتا چلا گیا۔ اور اب راستہ کھل چکا تھا۔
اس نے تیزی سے سیڑھی دیوار کے ساتھ لگائی اور اوپر چڑھتا
چلا گیا۔ اسے باہر سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی
تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے دو بڑی پارٹیاں آپس میں ٹکرا گئی ہوں۔
اور پھر جیسے ہی وہ باہر نکلا، اسے جوانا کی آواز سنائی دی۔
"ماسٹر ـــــ ماسٹر" ـــــ اور عمران مڑا اس نے جوانا کو رینگ
کر اوپر آتے دیکھا۔
"باقی لوگ کہاں ہیں" ـــــ عمران نے تیزی سے اس کے قریب
پہنچتے ہوئے کہا۔
"وہ سب لوگ پیچھے کی طرف گئے ہیں مگر انہیں اوپر اور پیچھے سے

کور کر لیا گیا ہے۔ مجھے بھی بازو میں گولی لگی ہے لیکن میں آپ کی طرف آ رہا تھا۔“ جوانا نے جواب دیا۔

”اوہ ——— آؤ میرے ساتھ دائیں طرف ——— اس طرف وہ کٹاؤ ہے جہاں سے ہم نکل سکتے ہیں۔“

عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے منہ کے گرد دونوں ہاتھوں سے دائرہ سا بنایا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے اُلّو کی کریہہ مگر تیز آواز نکلی۔

آواز ایک عجیب سی گونج سے نکل رہی تھی۔ عمران بھاگتا بھی جا رہا تھا اور اُلّو کی آواز بھی نکالے چلا جا رہا تھا۔ آواز کے زیر و بم سے ایسے محسوس ہوا جیسے اُلّو اڑ کر دائیں طرف بڑھتا چلا جا رہا ہو اور پھر نیچے پہاڑی پر سے اُلّو کی اسی قسم کی آوازیں سنائی دیں اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اس کا مخصوص سگنل چیک کر لیا گیا تھا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ اس کے ساتھی دائیں طرف کو نکلیں گے۔ اور پھر چٹانوں کی آڑ لیتے وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد انہیں صفدر کی آواز سنائی دی اور پھر باری باری اس کے ساتھی ان کے ساتھ ملتے رہے۔ نیچے فائرنگ ابھی جاری تھی اور اب پہاڑی کے اوپر بھی روشنیاں اور شور مچا ہوا تھا۔

چند ہی لمحوں بعد وہ اس کٹاؤ کے قریب پہنچ گئے۔

”بھاگو ——— اس کٹاؤ میں سے ہوتے ہوئے دوسری طرف بھاگو ——— اور جس قدر جلد ہو سکے پہاڑیوں سے دور نکلو ——— پہاڑیاں کسی بھی وقت اڑنے والی ہیں جو سامنے آئے اڑا دینا۔“

عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ کٹاؤ میں داخل ہو گئے۔ اور تیزی سے بھاگتے چلے گئے۔

عمران کٹاؤ کے دہانے پر ہی رکا رہا۔ وہ اپنے سب ساتھیوں کو چیک کرنا چاہتا تھا۔

وہ لوگ جیسے جیسے پہنچتے رہے وہ انہیں کٹاؤ میں بھیجتا چلا گیا۔

اسی لمحے فائرنگ اچانک رک گئی اور اب تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ آخر میں چوہان آیا اور پھر عمران چوہان کو ساتھ لئے کٹاؤ میں داخل ہوا اور پوری رفتار سے دوسری طرف بھاگتا چلا گیا۔

شاگل جب پہاڑیوں کے قریب پہنچا تو اس نے ایک راؤنڈ لگا کر پہرے پر موجود اپنے آدمیوں کو چیک کیا اور اس کے بعد وہ امر سنگھ کو لے کر ایک سائیڈ پر رک گیا۔

ابھی انہیں وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک اسی پہاڑی کے اوپر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک پڑا۔ پہلے تو تھوڑی سی فائرنگ ہوئی اور پھر قدرے نشیب سے جوابی فائرنگ شروع ہوئی تو شاگل اچھل پڑا۔

"اوہ ——— دیکھا۔ یہ جوابی فائرنگ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی کر رہے ہوں گے۔ وہ لوگ باہر آ گئے ہیں۔ انہیں گھیر لو۔ سب کو ادھر ہی بلا لو"

شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور امر سنگھ نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمیوں کو وہاں بلانا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کے

سارے آدمی وہاں پہنچ گئے۔

"فائرنگ کرتے ہوئے اوپر چڑھو ——— ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو بچ کر نہیں جانے دینا"

شاگل نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے آدمیوں نے فائر کھول دیا اور پھر وہ فائر کرتے ہوئے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ وہ سب اندھیرے میں اندھا دھند فائر کر رہے تھے۔

اب اوپر سے بھی فائر ہو رہے تھے اس لئے وہ محتاط ہو گئے۔

اب انہوں نے چٹانوں کی آڑ لے لی تھی۔ فائرنگ بدستور جاری تھی کہ اچانک شاگل کو دور سے الو کی کریہہ چیخ سنائی دی جو دائیں طرف کو لہراتی چلی گئی۔ اس کے بعد کچھ فاصلے پر یکے بعد دیگرے الو کی کریہہ چیخیں سنائی دیں۔ یہ چیخیں بھی دائیں طرف کو ہی لہرا رہی تھیں۔

"اوہ ——— وہ لوگ اب بھاگ رہے ہیں ——— انہیں گھیرو جلدی کرو۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مخصوص سگنل ہیں" شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر باس ——— اوپر سے شدید فائرنگ ہو رہی ہے۔ اور ٹارگٹ ہم ہیں۔ کیونکہ جوابی فائرنگ ہم کر رہے ہیں" نزدیکی پتھر کی آڑ میں چھپے ہوئے امر سنگھ نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"بند کر دو فائرنگ ——— ہم آپس میں لڑ رہے ہیں" شاگل نے چیخ کر کہا۔

اور پھر امر سنگھ کی بھی چیخنے کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد فائرنگ رکتی چلی گئی۔ لیکن چونکہ اوپر سے فائرنگ ہو رہی تھی اس لئے وہ آڑ سے نہ نکل پا رہے تھے۔

شاگل نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور پھر چٹان کی آڑ میں ہی رک کر وہ نارمن کی فریکوئینسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو —— شاگل کالنگ —— اوور" —— شاگل نے فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی چیخ کر کہا۔

"یس —— نارمن سپیکنگ —— کیا بات ہے —— اوور" نارمن کی پریشان اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پہاڑی کے اوپر سے فائرنگ فوراً رکواؤ —— ہم نے فائرنگ روک دی ہے۔ غلط فہمی میں ہم آپس میں لڑ رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی دائیں طرف بھاگے جا رہے ہیں —— الو کی آوازیں ان کا مخصوص سگنل ہیں —— اوور"۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ —— نیچے سے فائرنگ تم کر رہے تھے۔ مگر تم پہاڑیوں پر کیوں آئے ہو"۔ نارمن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کہا تو ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پہاڑیوں پر موجود تھے اور وہ اب ہماری آپس کی فائرنگ سے فائدہ اٹھا کر بھاگ رہے ہیں اوور"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو —— تمہیں پہاڑیوں پر آنے کی جرأت کیسے ہوئی —— عمران اور اس کے ساتھی اڈے کے اندر ہلاک ہو چکے ہیں —— ہمارے ساتھ فراڈ مت کرو۔ جلدی پیچھے ہٹ جاؤ اور پہاڑیوں سے بہت دور جا کر ہمیں سگنل دو۔ میں صرف پانچ تک گنوں گا اس کے بعد تم پر میزائل فائر کر دوں گا —— اوور" دوسری طرف سے نارمن نے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو —— احمق مت بنو —— عمران اور اس کے ساتھی اڈے سے باہر زندہ سلامت موجود ہیں —— اوور" شاگل نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں پیچھے ہٹ جاؤ —— کم از کم پہاڑیوں سے ایک ہزار گز دور —— اب تم ہمیں احمق نہیں بنا سکتے۔ تم خود غدار ہو —— تم خود عمران اور اس کے ساتھیوں کی آڑ میں کیمپ تباہ کرنا چاہتے ہو —— پیچھے ہٹ جاؤ —— پیچھے ہٹ جاؤ —— آخری بار کہہ رہا ہوں —— اوور اینڈ آل"۔ نارمن کی جنونی آواز سنائی دی۔

"امر سنگھ پیچھے ہٹو —— یہ لوگ پاگل ہو گئے ہیں۔ ویسے بھی عمران اور اس کے ساتھی یہاں سے نکل گئے ہیں"

شاگل نے چیخ کر کہا اور چونکہ اوپر سے فائرنگ بند ہو گئی تھی، اس لئے وہ سب چٹانوں کی آڑ سے نکلے اور پھر پہاڑیوں سے دور بھاگتے چلے گئے۔

تقریباً ایک ہزار گز دور جا کر رکے۔ اور پھر شاگل نے مشین گن کا رخ اوپر کی طرف کر کے فائر کر دیا۔

"جیپیں کہاں ہیں —— چلو شہر کا محاصرہ کرو۔ یہ لوگ یقیناً شہر کی طرف ہی گئے ہوں گے"۔ شاگل نے سگنل دینے کے بعد چیخ کر کہا۔ اور پھر امر سنگھ اور اس کے دوسرے ساتھی بھی چیخنے لگے اور تھوڑی دیر بعد سب لوگ جیپوں میں سوار ہو کر تیزی سے واپس شہر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران اور چوہان جب بھاگتے ہوئے کناڈ کو پار کر کے پہاڑی کی دوسری طرف پہنچے تو اس کے سب ساتھی وہاں مختلف چٹانوں کی آڑ میں چھپے ہوئے ان کے منتظر تھے۔

"بھاگو —— شہر سے مخالف سمت بھاگو —— جس قدر تیز ہو سکے بھاگو —— یہ پہاڑیاں ابھی خوفناک دھماکے سے تباہ ہو جائیں گی" عمران نے چیخ کر کہا۔

عمران کی بات سنتے ہی ان سب کے پیروں میں بجلیاں بھر گئیں۔ وہ بے تحاشہ دوڑتے ہوئے پہاڑیوں سے دور نکلتے چلے گئے۔

لیکن ابھی وہ پہاڑیوں سے کچھ زیادہ فاصلے پر نہ پہنچے تھے کہ اچانک ایک خوفناک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور زمین اس بری طرح لرزنے لگی کہ ان سب کے قدم اکھڑ گئے۔ وہ سب منہ کے بل زمین پر گرتے چلے گئے۔ گڑگڑاہٹ لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"سامنے دریا ہے اس میں کود جاؤ جلدی" —— عمران نے نیچے گر کر ایک بار پھر اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اٹھ کر لڑکھڑاتے اور بھاگتے ہوئے دریا کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ گڑگڑاہٹ اب انتہائی خوفناک حد تک بڑھ گئی تھی۔ اور پھر پہلا دھماکہ ہوا۔

یہ دھماکہ اتنا خوفناک اور شدید تھا کہ ان کے پیر زمین سے اکھڑ گئے اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ آندھی میں اڑنے والے حقیر تنکوں کی مانند ہوں لیکن چونکہ وہ دریا کے قریب پہنچ چکے تھے اس لئے وہ سب دریا میں جا گرے۔

دریا کی تند و تیز لہروں نے انہیں اچھالنا شروع کر دیا۔ مگر ان کی خوش قسمتی تھی کہ وہ دھماکے کی وجہ سے دریا کے تقریباً درمیان میں جا گرے تھے جہاں ایک چھوٹا سا جزیرہ موجود تھا۔

اس جزیرے میں ایک بلند ٹاور موجود تھا۔ جس کے سرے پر سرخ بلب جل رہا تھا۔ یہ شاید کوئی ٹرانسمیٹر ٹاور تھا۔

"جزیرے پر چڑھو" —— عمران نے دریا میں تیرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ جزیرے پر پڑھتے چلے گئے۔ جزیرے پر وہ مردوں کی طرح پڑے ہانپ رہے تھے۔

"خبردار —— کون ہو تم"۔ اچانک ایک آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑے۔ مشین گنوں سے مسلح دس افراد تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔

اور عمران نے اٹھ کر ہاتھ اٹھا دیئے۔

"میرا نام شاگل ہے ــــــ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور یہ سب میرے ساتھی ہیں۔ دشمنوں نے پہاڑیوں پر موجود خفیہ اڈہ تباہ کر دیا ہے"۔

عمران نے چیختے ہوئے کہا کیونکہ ایک بار پھر پہاڑیوں کی طرف سے گڑگڑاہٹ اور شور سنائی دے رہا تھا۔

"اوہ ــــــ مسٹر شاگل ــــ اوہ آئیے ــــ اندر آجائیے۔ آپ سب پانی میں تر بتر ہیں" ــــ آنے والے نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔ شاگل کا نام سنتے ہی اس کا لہجہ نرم پڑ گیا تھا۔

اور عمران کے کہنے پر وہ سب تیزی سے اٹھ کر جزیرے پر موجود ایک کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد عمران جیسے ہی مڑا۔ مسلح افراد میں سے ایک شخص جو انہیں اپنے ہمراہ لایا تھا، چونک پڑا۔

"اوہ فراڈ ــــــ تم شاگل نہیں ہو۔ میں شاگل کو پہچانتا ہوں"۔ اس نے تیزی سے مشین گن سیدھی کرنی چاہی۔ مگر اسی لمحے عمران اچھل کر اس پر جا پڑا۔ اور پھر ظاہر ہے اس کے ساتھی کہاں پیچھے رہنے والے تھے۔

چنانچہ چند ہی لمحوں میں ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں چھینی جا چکی تھیں۔ اب مشین گنیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں تھیں۔

اسی لمحے ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ پہلے سے بھی زیادہ شدید تھا۔ اور اس دھماکے کے نتیجے میں وہ سب اچھل کر ایک دوسرے

سے ٹکرائے اور کچھ پشت کے بل دیواروں سے جا لگے۔

دھماکہ ختم ہوتے ہی وہ ایک بار پھر اٹھے۔ مگر اس بار چوہان کے ہاتھ سے جزیرے کے ایک آدمی نے مشین گن چھین لی تھی۔ وہ شاید اسے استعمال کرنا چاہتا تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے وہ شخص مشین گن سمیت گولیوں سے چھلنی ہو کر نیچے گر گیا۔ عمران کے فائر کھولتے ہی اس کے باقی ساتھیوں نے بھی فائر کھول دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے دس افراد پلک جھپکنے میں ہلاک ہو گئے۔

"ان کی لاشیں اٹھا کر دریا میں ڈال دو"۔

عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود ٹرانسمیٹر روم کی طرف بڑھا جو اس بڑے سے کمرے سے ملحقہ تھا۔ یہاں انتہائی طاقتور رینج کا بڑا ٹرانسمیٹر نصب تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر انتہائی جدید تھا اور آٹومیٹک انداز سے کام کر رہا تھا۔

عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ ٹرانسمیٹر جنگی مقاصد کے لئے نصب کیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے علیحدہ خودکار جنریٹر یہاں لگایا گیا ہے عمران نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور پھر ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرتے ہی اس نے جیسے ہی بٹن دبایا۔ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"یس ایئر بیس نمبر تھرٹی ــــ اوور"۔ بولنے والے کا لہجہ چونکا ہوا تھا۔

"میں نے مسٹر اعظم سے بات کرنی ہے ــــــ میں سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا خاص نمائندہ بول رہا ہوں ــــــ اٹ از ایمرجنسی اوور"

عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ ایک لمحہ توقف کیجئے ـــــ مسٹر اعظم کو ابھی سیٹ پر بلایا جاتا ہے ـــــ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

ایر بیس تھرٹی پاکیشیا کا وہ خفیہ ہوائی اڈہ تھا جو پاکیشیا اور کافرستان کی سرحد پر واقع تھا اور وہیں سے وہ چھاتہ بردار جہاز پر سوار ہو کر اس مشن پر روانہ ہوئے تھے۔

"یس ـــــ اعظم سپیکنگ ـــــ اوور" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں اعظم صاحب ـــــ ماگ پور پہاڑیوں کے نزدیک دریا کے درمیان ایک جزیرے پر سے ـــــ جس پر ٹرانسمیٹر ٹاور موجود ہے ـــــ اوور" عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ عمران صاحب ـــــ ہم تو مسلسل آپ کی کال کے منتظر رہے ـــــ ہمارے آلات اس علاقے میں خوفناک دھماکے ریکارڈ کر رہے ہیں ـــــ یہ کیا چکر ہے ـــــ اوور"

دوسری طرف سے اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خفیہ اڈہ تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود پٹرول ٹینک اور میزائل پھٹ رہے ہیں ـــــ ہم اس جزیرے پر موجود ہیں۔ اس وقت سب ان پہاڑیوں کے دھماکوں اور تباہی میں الجھے ہوئے ہیں۔ آپ فوراً جنگی ہیلی کاپٹر اس جزیرے پر بھیج دیں تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں۔ اور سنیں، کچھ طاقتور وائرلیس بھی ساتھ لے آئیں۔ فوراً پہنچیں اوور"

عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــــ ہیلی کاپٹر تو اسی روز سے تیار کھڑا ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں پہنچ رہے ہیں ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ ٹرانسمیٹر روم سے باہر نکل آیا۔ اس کے ساتھی باہر جزیرے کی کھلی جگہ پر موجود تھے۔ ان سب کا رخ پہاڑیوں کی طرف تھا۔ جہاں اب تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی اور آگ کا ایک بہت بڑا فوارہ آسمان کی بلندیوں تک چلا گیا تھا۔ یہ پہاڑیوں سے بلند ہو کر آسمان تک چلی گئی تھی۔ ہر دو تین لمحے بعد خوفناک دھماکے ہوتے اور آگ کا فوارہ اور بلند ہو جاتا۔ پہاڑیوں کے پتھر دریا میں گر رہے تھے لیکن جزیرہ ان کی زد سے محفوظ تھا۔ اگر وہ اس جزیرے پر نہ پہنچ جاتے تو شاید ان کا بھی بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔

"یہ وہ میزائل پھٹ رہے ہیں ـــــ جو پاکیشیا ایٹمی تنصیبات پر گرانے کے لئے اسرائیل نے خفیہ طور پر یہاں پہنچائے تھے" عمران نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ـــــ انتہائی خوفناک تباہی ہو رہی ہے لیکن یہ سب کچھ ہوا کیسے" صفدر نے کہا اور عمران نے پٹرول باہر نکالنے اور پھر فائر سے اس میں آگ لگنے کی ساری کہانی بتا دی۔

"اوہ ـــــ پھر تو یہ تباہی ان کے اپنے ہاتھوں سے ہوئی ہے۔ مگر آپ کا پروگرام کیا تھا۔ آپ نے پٹرول باہر کیوں نکالا تھا" کیپٹن

شکیل نے پوچھا۔

"میرا پروگرام اور تھا ——— میں نے سوچا تھا کہ پٹرول باہر نکال لینے کے بعد والو کو الٹا چلا دوں گا اس طرح والو کی مشین رگڑ سے گرم ہو جائے گی اور آہستہ آہستہ گرم ہوتی چلی جائے گی۔ اس کا نتیجہ آگ کی صورت میں نکلتا۔ لیکن اچانک فائر کی وجہ سے آگ فوراً لگ گئی ما لیکن ٹینک بے حد مضبوط بنائے گئے تھے۔ اس لئے ان کی چادریں بڑی دیر میں گرم ۔ اور ٹینک میں موجود پٹرول نے کافی دیر بعد آگ پکڑی اس طرح ہمیں نکل آنے کا موقع مل گیا۔" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن آگ بجھانے کا بھی تو وہاں بندوبست ہوگا۔ پھر آگ کیوں نہیں بجھائی گئی۔" جولیا نے کہا۔

"ہاں ——— حقیقتاً مجھے بھی یہی خدشہ تھا لیکن اب یہ مجھے معلوم نہیں کہ ایسا کیوں نہیں ہوا۔ آگ کیوں نہیں بجھائی گئی۔ اگر مائیکل اس تباہی سے بچ گیا تو پوچھ کر بتاؤں گا۔"

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور مائیکل کے بچ نکلنے کی بات سن کر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ارے ہم نے جوانا کے زخم کا تو خیال نہیں کیا ——— وہ زخمی ہے۔" اچانک عمران نے کہا۔ اس کی نظر اب جوانا پر پڑی تھی جو اپنا دایاں بازو، ہاتھ سے پکڑے کھڑا تھا۔

"کوئی بات نہیں ماسٹر ——— ٹھنڈے پانی سے خون بہنا رک گیا ہے۔" جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اس طرح جزیرے سے پہاڑیوں کی تباہی کا نظارہ کرتے رہے۔

"آپ شہر کی طرف نہیں گئے" ——— اچانک جولیا نے پوچھا۔

"شہر میں شاگل ہمارے لئے دسترخوان بچھائے بیٹھا انتظار کر رہا ہوگا لیکن مجھے چونکہ بھوک نہ تھی، اس لئے میں ادھر آگیا۔" عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، انہیں اپنے سروں پر ہیلی کاپٹر کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کی آواز واضح ہوتی چلی گئی۔

اور پھر اوپر سے ان پر لائٹ پھینکی گئی۔ عمران نے مخصوص انداز میں ہاتھ ہلایا اور بڑا سا ہیلی کاپٹر نیچے اترتا چلا آیا۔

ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان پاکیشیا کی فضائیہ کی وردی پہنے باہر آگیا۔ یہ ایئر بیس تھرٹی کا انچارج اعظم تھا۔

"بم لے آئے ہو۔" عمران نے اعظم سے پوچھا۔

"ہاں ہیں" ——— اعظم نے جواب دیا۔

"لے آؤ" ——— عمران نے کہا۔ اور اعظم واپس مڑا۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر سے ایک بڑا سا بیگ اتارا اور عمران کے حوالے کر دیا۔

"تم سب لوگ ہیلی کاپٹر میں بیٹھو ——— میں آرہا ہوں۔" عمران نے بیگ لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا واپس ٹرانسمیٹر روم میں گھستا چلا گیا۔ اس نے تھیلے میں سے بم نکال کر انہیں مختلف جگہوں پہ رکھا اور تھیلے میں موجود وائرلیس کنٹرولر نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے مختلف بٹن دبائے اور ایک مخصوص

ریڈیو سنسی سیٹ کی۔

"ہیلو ——— ہیڈکوارٹر ——— اوور"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

"مسز شاگل سے بات کراؤ ——— میرے پاس ان کے لئے ایک اہم اطلاع ہے ——— اوور"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کون صاحب بات کر رہے ہیں ——— اوور"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"بات کراؤ جلدی ورنہ خوفناک تباہی ہو جائے گی ——— جلدی ۔ اوور"۔ عمران نے چیخ کر کہا۔

"اچھا ——— اچھا ——— توقف کرو ——— ہم رابطہ قائم کراتے ہیں۔" دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد شاگل کی آواز سنائی دی۔

"شاگل سپیکنگ ——— کون بول رہا ہے ——— اوور"۔ شاگل کے لہجے میں شدید گھبراہٹ اور پریشانی نمایاں تھی۔

"شاگل ——— وہ کار مل گئی جس کا نمبر میں نے کرشن پورہ کالونی میں لکھوایا تھا ——— اوور" عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— عمران ——— تم کہاں سے بول رہے ہو۔ جلدی بتاؤ" شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں پہاڑیوں کی دوسری طرف موجود ٹرانسمیٹر والے جزیرے سے بول رہا ہوں ——— سنو، جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو کہہ دینا کہ تمہارا اڈہ تو نیست و نابود ہو چکا ہے ——— اب اگر اس نے پاکیشیا کے خلاف

کوئی سازش کی تو پورے اسرائیل کا بھی حشر کر دوں گا جو ان پہاڑیوں کا ہوا ہے ——— اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر بند کر کے وہ باہر کی طرف بھاگا۔

چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کر چکا تھا۔ جب وہ کافی بلندی پر آ گیا تو عمران نے جیب سے وائرلیس کنٹرولر نکالا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبنے کے چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر نے جھٹکا کھایا۔ پیچھے ایک دھماکا سنائی دیا تھا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر ٹاور کی جلتی ہی بتی گل ہو گئی۔

عمران نے ایک طویل سانس لی۔ اس نے اڈے کے ساتھ ساتھ کافرستان کا جعلی ٹرانسمیٹر اڈہ تباہ کر کے ——— کافرستان کو بھی سازش کی ہلکی سی سزا دے دی تھی۔

"ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے پاکیشیا کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور عمران کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے اسرائیل اور کافرستان کی پاکیشیا کے خلاف ایک بہت بڑی سازش کے صحیح معنوں میں بخیے ادھیڑ دیئے تھے۔

ختم شد